مسلسل اشاعت کے تینتالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

508

ذیقعدہ ، ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

دسمبر 2007

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر تا قیامت ثواب دارین حاصل کریں

اپیل

جامعہ میں زیر تعلیم تین ہزار طلباء کی دینی تعلیم و تربیت میں حصہ لینے کیلئے چرمہائے قربانی یا انکی قیمت' صدقات و عطیات وغیرہ سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ان مہمانانِ رسول ﷺ کے سالانہ لازمی اخراجات کا تخمینہ ڈیڑھ کروڑ روپے سے زیادہ ہے جو اہل خیر حضرات کے عطیات صدقات اور زکوٰۃ و تعاون سے پورا ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ آپ کی یہ خدمت اور نصرت آپ کیلئے صدقہ جاریہ بنے گی جو قیامت تک علم دین کی شکل میں جاری و ساری رہے گی۔

اکاؤنٹ نمبر: یونائیٹڈ بینک اکوڑہ خٹک 100-0001-7 ...... مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 1102-6

فون نمبر: 630560-630341 - 630435 (0923) **فیکس نمبر:** 630922 (0923)

ای میل ایڈریس: editor_alhaq@yahoo.com

منتظم اعلیٰ: جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---- 43
شمارہ نمبر ---- 03
ذیقعدہ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ
دسمبر ---- ۲۰۰۷ء

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی
ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: سوات میں حکومت کا وحشیانہ فوجی آپریشن ۔ ایمرجنسی کے سایہ میں قومی انتخابات ایک ڈھونگ .... راشد الحق سمیع حقانی ۲
حج ایک سراپا عشق و عبادت .... حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ۴
خواتین، کمسن بچوں اور ضعفاء پر رحمت و شفقت .... مولانا محمد انوار الحق صاحب مدظلہ ۷
فقہ اسلامی کے ماخذ اور ان کے قرآنی دلائل .... پروفیسر محمد یونس میو ۱۳
حدیث استخارہ اور استنباط مسائل و فوائد .... لیکچرار حافظ عنایت اللہ ۲۰
قرن اول میں خواتین اور طبی خدمات .... جناب فیض الدین عثمانی ۳۱
ڈی این اے تخلیق الٰہی کا ادنیٰ کرشمہ .... جناب انجم اقبال ۳۹
بھینس کی قربانی پر ایک تحقیقی جائزہ .... مولانا تسبیح اللہ حقانی ۴۸
مولانا سمیع الحق اور مولانا حسن جان شہیدؒ کا سفر زاہدان .... حافظ محمد عرفان الحق ۵۵
دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۲
تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۳

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار حضرات کے خیالات و آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان ۔ فون نمبر (0923)630340-630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/20 روپے سالانہ -/200 ' بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

سوات میں حکومت کا وحشیانہ فوجی آپریشن
ایمرجنسی کے سایہ میں قومی انتخابات ایک ڈھونگ

بدقسمت ارض پاکستان اور پھر خصوصاً صوبہ سرحد کی سرزمین ۹/۱۱ کے بعد مسلسل بڑی آزمائشوں سے گزر رہی ہے۔ پورے ملک میں آگ وخون کی ندیاں بہہ رہی ہیں لیکن پختونوں کی وادی میں تو خون کے سمندر زیادہ شدت سے جاری وساری ہیں۔ دنیا کی خطرناک ترین لیکن نام ونہاد دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ کا مرکز اور محور یہی بدقسمت وادی ذی ذرع ہے۔ جنوبی وزیرستان اور شمالی وزیرستان جن حالات سے گزرے ہیں اور اب تک جس کرب وبلا کی کیفیت سے مزید گزارے جارہے ہیں وہ بھی دنیا بھر کے سامنے آشکارا ہیں۔ خصوصاً میران شاہ اور شمالی وزیرستان کے امن معاہدوں پر امریکہ اور برطانیہ کے پیٹ میں بڑا مروڑ تو ساری دنیا نے سنا کہ کیوں وہاں پرامن وامان کی فضاء قائم ہوئی؟ اسی باعث دوبارہ حکومتِ پاکستان پر دباؤ ڈال کر ایسے فتنہ انگیز اقدامات کئے گئے جس سے مقامی طالبان اور حکومت کے درمیان امن معاہدہ سبوتاژ کردیا گیا اور پھر اسی کے نتیجے میں سینکڑوں بے گناہ شہری فوجی اور پولیس جوان ان دو تین ماہ میں آگ وخون کے بھینٹ چڑھادیئے گئے۔ پھر اس کے بعد وادی سوات میں بھی جان بوجھ کر ایسی پالیسی بنائی گئی جس سے وہاں کے دین پسند غیور عوام میں حکومت کے خلاف پہلے سے دبے ہوئے جذبات کو مزید ہوا ملی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پر اسلام پسندوں کو وہ پذیرائی ملی کہ پوری دنیا انگشت بدنداں رہ گئی اور کچھ ہی دنوں میں پوری وادی سوات پر ان لوگوں کا کنٹرول حاصل ہوگیا۔ اگرچہ درمیان میں کچھ ایسے ''خفیہ عناصر'' نے ایسی نامناسب کاروائیاں کیں جس سے اس دینی تحریک کو کافی نقصان بھی اٹھانا پڑا اور اس تحریک کے اعلیٰ ذمہ داروں نے کھل کر ان اقدامات سے لاتعلقی کا اعلان بھی کیا کہ ہمارا ان سے کوئی سروکار نہیں یہ اقدامات اس تحریک کی بدنامی کیلئے کئے گئے ہیں۔ بہرحال فحاشی وعریانی کی علمبردار حکومت کہاں یہ بات گوارا کرسکتی تھی کہ پوری وادی سوات میں اسلامی نظام کی عملاً داغ بیل پڑ جائے اور اسلامی نظام کے برگ وبار اور خصوصاً نظام عدل کے نفاذ کے پہلو کا ابھرنا اس کے فاسد نظام کی ناکامی کیلئے ایک بڑا چیلنج بن سکتا تھا' پھر اس کیساتھ ساتھ پورے ملک اور سارے خطہ میں بھی اس کے مثبت اثرات مرتب ہوسکتے تھے' اسی باعث اس تحریک کو مغربی آقاؤں کی آشیرباد کے ساتھ سختی سے کچلنے کا فیصلہ کیا گیا اور تادم تحریر سینکڑوں بے گناہ سچے اسلام پسند نوجوانوں کو روزانہ بیدردی کے ساتھ شہید کیا جارہا ہے۔ ہیلی کاپٹروں اور ٹینکوں اور بھاری توپخانے سے اپنے ہی شہریوں کے سروں پر قیامت ڈھائی جارہی ہے۔ درجنوں بے گناہ معصوم بچے اور عورتیں بھی اس لڑائی کی زد میں اب تک آچکے ہیں۔ کروڑوں روپوں کی عمارتیں' جائیدادیں اور سرسبز باغ وکھیت

ویران ہو گئے ہیں۔ پانچ لاکھ سے زائد افراد صوبہ بھر میں اس سخت سردی کے موسم میں دربدر کی خاک چھاننے کیلئے مارے مارے پھر رہے ہیں۔حکومت مغربی ایجنڈے کی تکمیل کیلئے اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اپنے ہی گھر کو پرائی دشمنی میں جلا دیا ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا حکومت ان آٹھ سالوں میں ''شدت پسندوں'' کو قابو میں لاسکی ہے؟اور کیا انکی قوت کم ہوئی ہے یا پہلے سے بڑھ گئی ہے؟ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ حکومت کے اس قسم کے ظالمانہ اقدامات کی بدولت ہی یہ ملک اور خصوصاً صوبہ سرحد تباہی کے آخری دہانے پر پہنچ گیا ہے۔امن وامان کی صورتحال ان ساٹھ سالوں میں اس قدر دگرگوں نہیں ہوئی تھی جتنی کہ آج ہے۔اقتصادی ابتری بھی سب کے سامنے ہے۔اربوں امریکی ڈالر بھی اقتصاد و معاش کی بگڑتی صورتحال کو بچا نہ سکے الٹا اپنا سب کچھ ہم لوگ لٹا گئے ہیں۔سیاسی افراتفری اور پریشاں حالی آج ایمرجنسی (مارشل لاء) کی صورت میں حکمرانوں کا منہ چڑا رہی ہے۔ہم بدقسمتی سے مکمل ناکام اسٹیٹ کی جانب روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ان تمام جرائم کی ذمہ دار مشرف حکومت ہے۔جس نے صرف اورصرف ذاتی مفاد کیلئے ملک و ملت کا جنازہ نکال دیا ہے۔لال مسجد کے میناروں سے ٹپکتا خون وادی سوات کے بلند و بالا پہاڑوں اور مرغزاروں تک پہنچ گیا۔جس خوبصورت جنت نظیر وادی میں آبشاریں اور دریا بہتے تھے آج اس میں افواج پاکستان اور اسلام پسندوں کی لاشیں تیر رہی ہیں۔پوری وادی میں موت کا سناٹا ہے۔الغرض پورے پاکستان پر حکمرانوں نے کفن لپیٹ دیا ہے۔سیاسی ٹمپریچر نے دسمبر کا یخ بستہ موسم بھی گرم کررکھا ہے۔ملک بے یقینی' بدانتظامی اورسیاسی ابتری کی تصویر پریشاں بن گیا ہے۔اعلیٰ جج یرغمال ہیں' عدلیہ محکوم ہے اور دکلاء کو وحشیانہ طور پر تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔اس کے علاوہ الیکٹرک میڈیا پر مکمل کنٹرول حاصل کرلیا گیا ہے اور کئی نامور صحافیوں کے پروگراموں پر پابندیاں لاگو کردی گئی ہیں کہ یہ لوگ دہشت گردوں کی مدد کررہے ہیں؟ اور اپنے پروگراموں اور تجزیوں سے عوام میں ان کیلئے نرم جذبات پیدا کرر ہے ہیں۔ایسی زہریلی فضا میں نام نہاد انتخابات کی آمد آمد ہے۔ان انتخابات کے نتائج کا ساری دنیا کو علم ہے کہ اپنے من پسند افراد کو کامیاب کرانے کا پورا پورا انتظام کردیا گیا ہے۔کڑے مارشل لاء کے پہرے میں اور صدر مشرف کی موجودگی میں آزادانہ انتخابات کا تصور بھی دیوانے کا خواب ہے۔طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اپوزیشن بھی تقسیم در تقسیم اور شدید انتشار کا شکار ہے۔سوات کے آپریشن پر بھی اس کی خاموشی اور لاتعلقی بھی انتہائی تکلیف دہ ہے۔پھر انتخابات کے بائیکاٹ کے بارے میں بھی مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔لیکن قوم کی یہ رائے ہے کہ اس فاشسٹ مشرف حکومت کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا جائے۔اگرچہ پیپلز پارٹی وغیرہ اور ایک آدھ مذہبی جماعت ''پردۂ غیب'' کے اشارہ کے بعد ان انتخابات میں شرکت کرنے پر پوری طرح نہ صرف آمادہ بلکہ کمربستہ ہیں اور انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ خلق خدا غائبانہ انہیں کیا کیا کہہ رہی ہے؟ بہرحال اس ظالم حکومت سے چھٹکارا انتخابات کے ذریعے ممکن نہیں اور نا ہی ان چھوٹی موٹی تحریکات وغیرہ سے جب تک کہ فکری ونظریاتی اور سماجی بنیادوں پر عوام میں شعور بیدار نہ کیا جائے اور اسکے ساتھ ساتھ تمام دینی ومذہبی جماعتیں یکجانہ ہوجائیں تو اس وقت تک اس حکومت سے گلوخلاصی ممکن نظر نہیں آتی۔

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

حج ایک سراپا عشق وعبادت

جناب باری عز اسمہ کی وہ صفات جو کہ مقتضی معبودیت ہیں' ان کا مرجع دو باتوں کی طرف ہوتا ہے' اول مالکیت نفع وضرر' دوئم محبوبیت' اول کو جلال سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے' اور ثانی کو جمال سے' مگر یہ تعبیر ناقص ہے' جلال محض مالکیت ضرر پر متفرع ہوتا ہے' جس طرح جمال اسباب محبوبیت میں سے ایک سبب ہے' وجوہ محبوبیت علاوہ جمال کے کمال قرب احسان بھی ہیں' سبب اول یعنی مالکیت نفع وضرر کا اقتضاء معبودیت حدود عقل میں رہ کر ہونا ضروری ہے' اس معبودیت میں عابد کی ذاتی غرض چونکہ باعث عبادت ہوتی ہے' یعنی طمع یا خوف یا دونوں' اس لئے یہ عبادت اس قدر کامل نہ ہوگی' جس قدر وہ عبادت جس میں محض ارضاء معبودیت مقصود ہو' ظاہر ہے کہ محبوب کی جو کچھ طاعت اور فرمانبرداری کی جاتی ہے' اس سے محض اس کی رضا مطلب ہوتی ہے لہذا ضروری تھا کہ دونوں قسموں کی عبادتیں دین کامل میں ملحوظ ہوں' قسم اول پر متفرع ہونے والی عبادتوں میں اصل الاصول نماز وزکوٰۃ ہیں اور قسم ثانی پر متفرع ہونے والی عبادتوں میں اصل الاصول روزہ اور حج ہیں' روزہ محبوبیت کی منزل اول اور حج منزل ثانی ہے' تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عاشق پر اولین فریضہ یہی ہے کہ اغیار سے قطع تعلق کیا جائے جو کہ روزہ میں ملحوظ رکھا گیا ہے' دن کو اگر صیام کا حکم ہے تو رات کو قیام کا' اور آخر میں اعتکاف نے آ کر رہے سہے تعلقات کا بھی خاتمہ کر دیا' بحکم من شھد منکم الشھر فلیصمہ اور من قام رمضان ایمانا (الحدیث) اگر استیعاب صوم رمضان کا پتہ چلتا ہے تو بحکم احی لیلہ ومن صام رمضان (الحدیث) وغیرہ استیعاب قیام رمضان کا بھی پتہ چلنا ضروری ہے' اور چونکہ کمال صومی کے لئے محض مالوفات ثلاثہ کا جو کہ اصل الاصول' ترک مطلوب نہیں' بلکہ ان کے علاوہ معاصی اور مشتہیات نفسانیہ کا ترک بھی مقصود ہے۔ من لم یدع قول الزور (الحدیث) اور رب صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع (الحدیث) اس کے شاہد عدل ہیں' جب ترک اغیار کا اثبات (جو کہ منزل عشق کی پہلی گھاٹی ہے) ہوگیا' اس کے بعد ضروری ہے کہ دوسری منزل کی طرف قدم بڑھایا جاوے' یعنی کوچہ محبوب اور اس کے دار ودیار کی جبہ سائی کا فخر حاصل کیا جاوا' اس لئے ایام صیام کے ختم ہوتے ہی ایام حج کی ابتداء ہوتی ہے' جن کا اختتام ایام نحر (قربانی) پر ہے' کوچہ محبوب کی طرف عاشق کا سفر کرنا جس نے تمام اغیار کو ترک کر دیا ہو اور سچا عشق کا مدعی ہو' معمولی طریقہ پر نہ ہوگا' نہ اس کو سر کی خبر ہوگی نہ پیر کی' نہ بدن کے زیب وزینت کا خیال ہوگا نہ لوگوں سے جھگڑا اور لڑنے کا ذکر۔ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ کہاں عشق اور کہاں آپس کے جھگڑے اور لڑائیاں' کہاں قلبی اضطراب اور کہاں شہوت پرستی اور آرام طلبی' نہ سرمہ کی فکر ہوگی نہ خوشبو اور تیل کا دھیان' اس کو آبادی سے نفرت جنگل اور جنگلی جانوروں سے الفت ہونی ضروری ہے۔　وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما۔

سیر وشکار جو کہ کار بیکاراں ہے' ایسے عشاق اور مضطر نفوس کے لئے بے حد نفرت کی چیز ہوگی۔ واذا حللتم فاصطادوا۔ اس کی تو دن رات کی سرگرمی معشوق کی یاد' اس کے نام کو جپنا' اپنے تن بدن کو بھلا دینا دوست احباب' عزیز واقارب' راحت وآرام کو ترک کردینا' نہ خواب آنکھوں میں بھلی معلوم ہوگی' نہ لذائذ اطعمہ اور خوشبودار اور خوش ذائقہ اشربہ والبسہ کا شوق ہوگا۔ ے　　یداری هواه ثم یکتم سره　　ویخشع فی کل الامور ویخضع

وہ اس کی محبت خوش اسلوبی سے نباہتا رہتا ہے' پھر اس کے راز پر پردہ پوشی کرتا رہتا ہے' اور تمام حالات میں مطیع وفرمانبردار رہتا ہے۔ جوں جوں دیار محبوب اور ایام وصال کی قربت ہوتی جائے گی' اسی قدر ولولہ اور فریفتگی اور جوش جنون میں ترقی ہوتی رہے گی۔ ے　　وعدہ وصل چوں شود نزدیک　　آتش شوق تیز ترگردد

ے　　ان دنوں جوش جنوں ہے ترے دیوانے کو　　لوگ ہر سو سے چلے آتے ہیں سمجھانے کو

خونِ دل پینے کو اور لختِ جگر کھانے کو　　یہ غذا دیتے ہیں جاناں ترے دیوانے کو

ے　　نو بہار است جنون چاک گریباں مددے　　آتش افتاد بجاں جنبش داماں مددے

قریب پہنچتے ہیں (میقات پر) تو اپنے رہے سہے میلے کچیلے کپڑوں کو پھینک دیتے ہیں' اس وادی عشق میں گریباں اور دامن سے کیا کام۔ ے　　ہم نے تو اپنا آپ گریباں کیا ہے چاک　　اس کو سیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا

دن ورات محبوب کی رٹ پپیہا کی طرح لگی ہوئی ہے۔ (تلبیہ پڑھ رہے ہیں) ے

رٹت پھرے پیو پیو کنارے　　ہمرے پیا تو بدیس سدھارے

برہا روگ سے تلپت جیو　　اب جن بول پپیہا پیو

اگر غم ہے تو محبوب کا' اگر ذکر ہے تو معشوق کا' اگر طلب ہے تو پیو کا' اگر خیال ہے تو دلبر کا۔ ے

عشق میں تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو　　عیش ونشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

کوچہ محبوب میں پہنچتے ہیں تو اسکی درودیوار کے اردگرد پوری فریفتگی کیساتھ چکر لگاتے ہیں۔ چوکھٹ پر سر ہے تو کہیں دیواروں اور پتھروں پر لب۔ ے　　امر علی[1] الدیار دیار لیلی --- اقبل ذالجدار وذ الجدارا

وماحب الدیار شغفن قلبی -- ولکن حب من نزل الدیار

کسی نے اگر جھوٹی سی خبر دی کہ معشوق کا جلوہ فلاں جگہ نمودار ہونے والا ہے' تو بے سروپیر ہو کر دوڑتے وہاں پہنچے' نہ کانٹوں کا خیال ہے' نہ راستے کے پتھروں کی فکر ہے' نہ گڑھوں میں گرنے کا سوز ہے' نہ پہاڑوں کی سختیوں کا ڈر ہے' بعنوان بنی عامر کا سماں بندھا ہوا ہے۔ بدن میں اگر جوں ڈھیروں پڑی ہیں تو کیا پروا ہے' اہل عقل اور اہل زمانہ اگر پھبتیاں اڑاتے ہیں تو کیا شرم ہے۔　　جب پیت بھئی تب لاج کہاں　　سنسار ہنسے تو کیا ڈر ہے

دکھ درد پڑے تو کیا چنتا　　اور سکھ نہ رہے تو کیا ڈر ہے

(۱)　　مجنوں کہتا ہے کہ میں لیلیٰ کے کوچہ پر گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو میرے دل میں دراصل کوچہ کے درودیوار نے کوئی جگہ نہیں بنائی ہے بلکہ اس گلی کے رہنے والی نے۔

اگر ناصح نادان' معشوق اور عشق سے روکتا ہے' تو جس طرح آگ پر پانی کے چھینٹے اس کو اور بھڑکا دیتے ہیں اسی طرح آتش عشق اور بھڑک جاتی ہے' نادان ناصح کو پتھر مارتے ہوئے اپنے آپکو قربان کردینے کیلئے بیتاب ہوجاتے ہیں۔

ع　　ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے

ویمهجتی یا عاذلی الملک الذی　　اسخطت کل الناس فی ارضاءه

اے ملامت گر میری جان اس بادشاہ پر قربان ہے کہ جسکے راضی رکھنے کی غرض سے میں نے تمام لوگوں کو ناخوش کردیا ہے۔

فومن احب لاعصینک فی الهوی　　قسما به ویحسنه وبهائم

اے ملامت گر میں محبوب کے حسن و جمال کی قسم کھاتا ہوں کہ محبت کے بارے میں ضرور تیری نافرمانی کرونگا۔ (متنبی)

میرے محترم! یہ تھوڑا سا خاکہ حج اور عمرہ کا ہے' اگر دل میں تڑپ اور سینہ میں درد نہ ہو تو زندگی ہیچ ہے' وہ انسان بھی انسان نہیں جس کے دل ودماغ' روح' اعضاء رئیسہ محبوب حقیقی کے عشق اور ولولہ سے خالی ہیں' یہاں عقل کے ہوش گم ہیں' جسقدر بھی بے عقلی اور شورش ہوگی اور جس قدر بھی اضطراب اور بے چینی ہوگی' اسی قدر یہاں کمال شمار کیا جائے گا۔

ے　　موسیا آداب دانا دیگر اند　　سوختہ جان درد انان دیگر اند

کفر کافر را دین دیندار را　　ذرۂ دروت دل عطار را

عقل و حیا کے مقید ہونے والے عشاق آرام اور راحت کے طلبگار محبین اپنی سچائی کے اثبات سے عاجز ہیں۔

ے　　عشق چوں خام است باشد بستہ ناموس و ننگ　　پختہ مغزان جنون را کے حیاء زنجیر پا است

اس وادی میں قدم رکھنے والے کو سرفروشی اور ہر قسم کی قربانی کے لئے پہلے سے تیار رہنا ضروری ہے' آرام اور راحت' عزت اور جاہ کا خیال بھی اس راہ سخت ترین میں بدنام کرنے والا گناہ ہے۔

ناز پروردہ تنعم نہ برد راہ بدوست　　عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

یقین می داں کہ آں شاہ نکونام　　بدست سر بریدہ می دہد جام

مولانا المحترم! اس وادی پرخار میں قدم رکھتے ہیں' اور پھر متلی کا' سر کے چکر کا' بیماری کا ضعف کا' تکلیف کا' عزت و جاہ کا فکر ہے' افسوس ہے' مردانہ وار قدم بڑھایئے' اگر تکلیف سامنے ہو تو خوش قسمتی سمجھئے' اگر ستائے جائیں تو محبوب کی عنایت جانئے' پس پردہ طوطی صفت کون کرا رہا ہے' مجنون لیلیٰ کے کاسہ توڑ دینے پر رقص ہوتا ہے' جس سے وہ اپنے خاص تعلق کا اثبات کرتا ہے' اور آپ یہاں جھجکتے ہیں۔ کلا واللہ کلا واللہ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل قول صادق امین ہے قیمة المرء همته

بقدر الجد تکتسب المعالی　　ومن رام العلی سهر اللیالی

بہ اندازِ محنت بلند درجات حاصل ہو سکتے ہیں' جو شخص بلند درجہ کا قصد کرتا ہے وہ برابر رات کو جاگتا ہے۔

سوائے رضا محبوب حقیقی اور کوئی دھن نہ ہونی چاہیے۔

دنیا و آخرت رابگذار و حق طلب کن　　کایں ہر دو لولیاں را من خوب می شناسم

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

خواتین، کمسن بچوں اور ضعفاء پر رحمت وشفقت

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملائکۃ غلاظ شداد لایعصون اللہ ماامرھم ویفعلون مایؤمرون۔

ترجمہ: اے مؤمنو تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر ہیں جس پر مضبوط دل والے فرشتے مقرر ہیں جن کو اللہ جو حکم فرماتے ہیں اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم دیا جائے اسے بجا لاتے ہیں۔

وعن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا ویأمر بالمعروف وینہ عن المنکر (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہماری تابعداری کرنے والوں میں نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم وشفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کریں۔ (لوگوں کو) نیکی اور بھلائی کا حکم نہ دے اور بدی اور برائی سے بچنے کی تلقین نہ کرے۔

رب رحیم ورحمٰن کی عنایتیں: اللہ کے ننانوے صفات عالیہ میں سے دو صفات جو کہ رحمان ورحیم ہیں جس کے معنی شفقت ومہربانی کے ہیں۔ ذات باری کی صفت رحمت سے نہ صرف مسلمان بلکہ کفار حتیٰ کہ حیوانات کی تمام اقسام وانواع بھی فیض یاب ہو رہے ہیں، ہر رزق کے متلاشی کو اس کی مناسبت سے رزق کا بندوبست فرما کر اعلان عام ہے کہ میرے رحیم ہونے کا یہ مقصد نہیں کہ میرا رحیم ومہربان ہونا مخلوق کی کسی خاص نوع اور جنس کے ساتھ مخصوص ہے بلکہ سمندر کی تہہ میں رہنے والے حیوانات، نالیوں میں پیدا ہونے والے کیڑے، سوراخوں سے نکلنے والی چیونٹیاں، جنگلات اور آبادیوں میں بسنے والے جانور حتیٰ کہ تمام ذی روح مخلوق کی زندگیاں اللہ کی اس صفت رحمت کی مرہون منت ہیں، اگر ایک انتہائی مختصر وقت کے لئے رب کائنات اپنی رحمت وشفقت کے دائرہ سے کسی مخلوق کو نکال دے تو پھر اس کائنات کے وسیع وعریض حصہ میں اس کا جینا ناممکن ہو جاتا ہے۔

مخلوقات میں رحمت رب کی جھلکیاں: اپنے اس عظیم صفت رحمۃ کا کچھ حصہ رب العالمین نے اپنی مخلوقاتؑ کی فطرت اور طبیعت میں پیدا کردیا۔ اسی کا اثر اور نتیجہ ہے کہ ایسے حیوانات جو عقل کی نعمت سے محروم ہیں ان میں بھی اپنے بچوں کے لئے شفقت ہی کی وجہ سے ایک گائے اور بھینس سے اس کا بچہ اگر چند لمحات کے لئے جدا کردیں تو وہ اپنے اپنے انداز میں چیخ وپکار شروع کرکے تڑپتے ہیں۔ بلی سے اگر اس کے بچے جدا کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ اپنے بچوں کی حفاظت کی خاطر بچے لے جانے والے پر حملہ آور ہونے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔ یہی حالت تمام مخلوقات کی ہے۔ اپنی مخصوص اداؤں سے تمام ذی روح مخلوق کی رحمت وشفقت کا مظاہرہ آپ دیکھتے رہتے ہیں۔

اولاد سے شفقت کا معاملہ: انسان جو کہ اشرف المخلوقات، علم وشعور کی نعمت سے مالا مال ہے جس کی وجہ سے محبت وشفقت کا اظہار اور موجودگی اس کا ملی فریضہ ہے، جہاں اسی انسان کو مختلف ذی روح مخلوقات سے رحم ومہربانی کے معاملہ کا شریعت نے پابند کردیا ہے۔ وہاں اس کی اپنی اولاد کا یہ حق والدین پر اور مخلوق کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے کہ ان کے ساتھ رحم، مہربانی اور شفقت کا معاملہ کیا جائے۔ آپ حضرات نے خطبہ کے ابتداء میں حدیث طیبہ سن لی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت وتوقیر نہ کریں وہ ہم میں شامل ہی نہیں۔ گویا ان پر رحم کرنا مسلمان ہونے کی نشانی ہے۔

تجربات سے یہ بات ثابت ہے کہ جن بچوں کے ساتھ ان کے سرپرست شفقت ومحبت کی جگہ بلاوجہ سختی اور شقاوت کا معاملہ اختیار کرلیتے ہیں، آئے روز آپ اس قسم کے رویہ اپنانے کے نتائج معاشرہ میں دیکھ رہے ہیں کہ اصلاح کی بجائے پھر بچوں میں سرکشی، نافرمانی، بے راہ روی اور بے دینی جیسے اوصاف مذمومہ پیدا ہوکر یہی بچے بمع والدین جہنم کا ایندھن بن جاتے ہیں۔ حضورﷺ کے اسوہ کو سامنے رکھ کر غور کرنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس پوری کائنات میں اللہ جل شانہ کے بعد بزرگ وبرتر ہستی رحمت عالم انسانوں میں ہر کسی سے زیادہ مخلوق پر مہربان سید الکونینﷺ اپنی اولاد اور عام بچوں کے ساتھ کس قدر محبت وشفقت کا سلوک فرماتے تھے۔

حضورﷺ کا حضرت فاطمہؓ سے شفقت کا معاملہ: آنحضرتﷺ کا عمل اپنی اولاد کے ساتھ تو یہ ہے:

وعن عائشة قالت ما رأيت احداً كان اشبه سمتاوهديا وفي رواية حديثاً وكلاما برسول الله ﷺ من فاطمة كانت اذا دخلت عليه قام اليها فاخذ بيدها فقبلها واجلسها في مجلسه وكان اذا دخل عليها قامت اليه فأخذت بيده فقبلته واجلسته في مجلسها (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں طور طریقہ، عادات وروش اور نیک خصلتی اور ایک روایت میں ہے کہ بات چیت اور باتوں میں حضور اکرمﷺ کی مشابہت فاطمہؓ سے زیادہ کسی اور شخص میں نہیں دیکھی (یعنی حضرت فاطمہ مذکورہ امور میں اپنے باپ حضورﷺ سے بہت زیادہ مشابہ تھی) حضرت فاطمہؓ سرکار دو عالم کے پاس حاضر ہوتیں تو (ازراہ

محبت و رحمت) آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے ان کی طرف متوجہ ہو کر انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ان کو بوسہ دیتے (پیشانی کے درمیان میں چومتے) پھر ان کو اپنی مسند پر بٹھا دیتے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ جب فاطمہ کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کو دیکھ کر کھڑی ہو جاتیں آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتیں پھر آپ ﷺ کو چومتیں اور اپنی جگہ حضور ﷺ کو بٹھا دیتیں۔

<u>شفقت و محبت بیٹے بیٹیاں برابر ہیں:</u> حضور ﷺ کے اس سلوک سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلام میں اولاد کی شفقت و محبت کے سلسلہ میں بیٹے اور بیٹی کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ جس نرمی، محبت اور ملاطفت کا بیٹا مستحق ہے وہی سلوک ورویہ بیٹی سے بھی اختیار کرنا ہے۔ بعض دین سے ناواقف، خود ساختہ رسم ورواج کی قید و بند میں جکڑے ہوئے لوگ بیٹے کو اپنا قیمتی سرمایہ سمجھ کر بیٹی کے ساتھ حقارت کا معاملہ اختیار کر کے اپنی دنیا و آخرت کو خراب کر دیتے ہیں، پھر ہمیشہ ان بیچاروں کے ساتھ زر خرید گائے، بھینسوں کا سلوک ہو کر ان کو جیتے جی ظلم و جبر کی دنیا میں جھونک دیا جاتا ہے۔ یہ افراط و تفریط کا معاملہ بعض مسلمانوں کا اپنا خود ساختہ عمل ہے، دین متین کے احکامات تو اس قدر واضح وعادلانہ ہیں کہ اس پر عمل کرنے سے نہ کسی پر زیادتی ہونے کا تصور ہے اور نہ کسی کی حق تلفی کا خوف۔

بہر حال بات ہو رہی تھی بچوں اور اولاد کے ساتھ مشفقانہ اور نرمی پر مشتمل سلوک کا تو والدین اپنے جگر کے ٹکڑوں کے ساتھ اگر محبت و شفقت سے پیش آئیں گے تو یہی اولاد جب بلوغ کو پہونچ جائے گی تو والدین کے حقوق بھی ادا کرنے کی پابندی کریں گے۔ اگر بچپن ہی سے پرورش کرنے والوں کا رویہ جاہلانہ و عامیانہ، محبت کی جگہ نفرت، مہربانی کی بجائے اذیت کا ہو تو بڑے ہو کر بچے بھی والدین کی حقوق کی ادائیگی کی پرواہ نہیں کریں گے۔

<u>اولاد پر شفقت نہ کرنے والے بد بخت ہیں:</u> محسن انسانیت ﷺ نے اپنے قول و عمل سے بچوں کے حقوق واضح کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ بچوں سے کیسے محبت کی جاتی ہے، بچوں پر رحم نہ کرنے والوں کے بارہ میں حضور کا ارشاد ہے: عن ابی هريرة قال قبّل رسول الله ﷺ الحسن بن علی وعنده الاقرع بن حابس فقال الاقرع ان لی عشرة من الولد ماقبّلت عنهم احداً فنظر اليه رسول الله ثم قال من لايرحم لايرحم (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کے بیٹے حضرت حسنؓ کو چوما، ایک صحابی اقرع بن حابسؓ جو اس وقت حضور ﷺ کے مجلس میں موجود تھے، نے کہا میرے تو دس بچے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کا کبھی بوسہ نہیں لیا۔ حضور ﷺ نے سن کر فرمایا کہ جو شخص (اوروں) پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ حضور ﷺ نے مخلوق خدا سے محبت نہ کرنے والوں کے بارہ میں کتنی سخت وعید فرمائی کہ ایسا شخص جو اللہ کی مخلوق بالخصوص اولاد سے رحم و کرم کا معاملہ نہ کرے اس کا نام بدبختوں کے فہرست میں شامل ہوتا ہے۔

عن ابی هريرة قال سمعت اباالقاسم الصادق المصدوق ﷺ يقول لاتنزع

الرحمة الامن شقی (ترمذی)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کررہے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ کو جو صادق و مصدوق ہیں کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت یعنی اللہ کے مخلوق پر رحم و محبت کا جذبہ کسی کے دل سے نکالا نہیں جاتا۔ ماسوائے بد بخت کے کہ اس کا دل اس جذبہ سے خالی کردیا جاتا ہے۔''

خلاصہ یہ کہ جس انسان کا دل دوسرے پر مہربانی اور شفقت سے بالکل عاری و خالی ہو' فسق و فجور کی وجہ سے اس کا دل پتھر کی طرح سخت ہو کر وہ انسانی جذبہ جو اللہ جل جلالہ نے ہر انسان کی فطرت میں رکھا ہوا ہے' وہ جذبہ بھی ختم ہو جاتا ہے' وہی والد و مربی اپنی اولاد کے لئے مشفق و مہربان باپ کی بجائے ایک خطرناک درندے کی صورت اختیار کرے تو اولاد اس سے مل کر خوش ہونے کی بجائے اس سے دور بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں' جیسا سلوک ہوگا ویسا ہی اس کا ردعمل اور نتیجہ' جب دل سے رحمۃ کا مادہ ہی ختم ہوا تو ایسے بد بخت سے رحم کی توقع بھی عبث ہے'

جب اولاد سے رحمت کا رشتہ ختم ہو جائے: یہی رحمت و شفقت کا جذبہ جب جہلاء عرب میں ختم ہوا خونخوار جانور سے بھی بدتر مقام پر پہونچ کر بیٹوں کو اس خوف سے قتل کرنے لگے کہ انکو رزق دے کر فقر و فاقہ کا سامنا کرنے پڑیگا۔

جہالت کی مضرتیں: جبکہ وہ یہ سوچنے کے لئے تیار نہ تھے کہ ہمیں رزق دینے والا کون ہے جو ذات ہمیں معاش کے ذرائع مہیا کررہا ہے وہی ذات ان بچوں کا بھی خالق و رازق ہے' اپنی لڑکیوں کو اس لئے زندہ درگور کرتے کہ وہ بچی کے پیدا ہونے کو اپنے لئے بے عزتی اور عار کا موجب سمجھتے۔ رب کائنات نے ان مشرکوں کا اپنے لڑکیوں کے ساتھ روا رکھے ہوئے سلوک کا قرآن پاک میں ذکر اور مذمت بڑے واضح اور تفصیل سے فرمایا ہے' جب عقل پر پردہ اور غلاف چڑھ جاتا ہے تو خیر و شر کا تصور اور تمیز ہی ختم ہو جاتی ہے۔ ان کے اس ظالمانہ عمل کا سبب یہ تھا کہ یہ بچیاں بڑی ہو کر کسی مرد کے گھر جائیں گی اور مردان سے جواز دواجی تعلقات قائم کریں گے اسے وہ اپنے بے غیرتی اور بے عزتی سے تعبیر کر کے ولادت کے فوراً بعد بچی کو زندہ دفن کر کے قتل کر دیتے' عقل و بصیرت سے کام لے کر یہ خیال بھی ان کو نہ آیا کہ ان کا اپنا وجود کہاں سے آیا اور اس سلسلہ کو ختم کر دیا جائے تو اس عالم میں نسل انسانی کے بقاء کا ذریعہ کیا ہوگا۔ رحمۃ دو عالم ﷺ جب اس دنیا میں سراپائے رحمت دین کے احکامات لے کر تشریف لائے تو قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے زرین اقوال سے ان جاہلانہ رسوم کی نفی کرنے کے بعد بچوں اور خاص کر بچیوں کے ساتھ حسن معاشرہ کے وہ درجات و مناقب بیان فرمائے جس سے اسلام میں اولاد کے ساتھ اعلیٰ تربیت و سلوک سے پیش آنے کا اندازہ باسانی لگ جاتا ہے۔

بیٹیوں اور بہنوں سے شفقت جنت کی ضمانت ہے: فرمان نبوی ﷺ ہے: عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من کانت له' ثلاث بنات او ثلاث اخوات او ابنتان او اختان فاحسن صحبتهن و اتقی اللہ فیهن فله الجنة (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا معاملہ کرے اور انکے حقوق کے بارہ میں اللہ سے ڈرے تو اسکے لئے جنت ہے۔

حالت جنگ میں ضعفاء اور خواتین کی حفاظت کا اہتمام: حضور ﷺ کی ذات تو مجسمہ رحمت وشفقت تھی، مسلمانوں کے بچے کیا کہ کفار کے بچوں کے لئے بھی شفیق و مہربان تھے آج کے دور کی جنگوں اور حملوں کا آپ روزانہ سنتے رہتے ہیں کہ فلاں جگہ بمباری ہوئی، اتنے لوگ بے گناہ بچے اور عورتیں اسکی زد میں آکر مارے گئے۔ قربان جایئے اس مشفق و مہربان پیغمبر ﷺ سے کہ دشمنوں کیساتھ جنگ کی حالت میں بھی مجاہدین اسلام کو تلقین فرمارہے ہیں کہ کفار کے بچوں اور جنگ میں شرکت نہ کرنے والی عورتوں اور بوڑھوں کو نہ مارنا۔ یہی وہ اہم ترین خصوصیت آپ ﷺ کی قرآن میں بھی بار بار ذکر فرمادی گئی جیسے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی ہم نے آپکو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: حریص بالمومنین رؤف رحیم۔ تمہارے پاس ایسا رسول ﷺ آیا جو (مسلسل) تمہاری بھلائی کے درپے رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں پر بہت شفیق و مہربان ہیں، وہ ذات اقدس ﷺ تو بار بار نوع انسانی کو متوجہ فرما رہے ہیں کہ جو مخلوق خدا پر رحم و شفقت کرنے والے ہیں، وہ رحمان کی رحمت کے مستحق ہیں اور جو لوگ زمین پر رہنے والوں کے ساتھ رحمت و شفقت کا مظاہرہ نہ کریں وہ اللہ کی رحمت سے دنیا و آخرت میں محروم رہتے ہیں۔ پھر وہ مربی اور والد کتنا بد بخت اور سنگ دل ہے جو ایسے بچوں سے محبت نہ کرے جن کو قرآن میں قرۃ العین کائنات کا حسن اور دنیا کے رونق جیسے صفات سے یاد کیا جاتا ہے۔

اولاد سے شفقت کی نبوی تاکید: حضرت عائشہؓ روایت فرمارہی ہیں کہ ایک دیہاتی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ سے پوچھا کیا آپ ﷺ بچوں کو چومتے ہیں ہم تو بچوں کو چومتے نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا:

فرمایا: او املک لک ان نزع اللہ من قلبک الرحمۃ:

ترجمہ: اگر رب العالمین تیرے دل سے رحم کی صفت نکال دے تو میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے بچوں سے حسن اخلاق کا معاملہ نہ کرے، اس کا دل اللہ کے عظیم و وسیع اور لامتناہی صفت رحمت سے خالی ہے، آج کے دور میں بعض لوگوں کی بدنصیبی اور علم دین اور دینی مسائل سے واقف نہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ میں نے کئی ایسے افراد کو دیکھا جن کے سامنے کوئی والد یا سرپرست اپنے بچے کے ساتھ پیار کرے، چومتے، اسے اٹھاتے تو یہ لوگ ہنس کر اس کے ساتھ مذاق کرتے ہیں کہ فلاں نادیدہ ہے، ایسا ہے، ویسا ہے، ہم نے تو اپنے بچے کو اتنا خوفزدہ بنایا ہوا ہے کہ ہمارے قریب آنے کی بھی جرات نہیں کر سکتے اسی جاہلانہ عادت پر فخر بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ فخر کا نہیں بلکہ اپنی اس حرکت پر رونے کا مقام ہے۔ اولاد اور بچوں پر شفقت و مہربانی اور رحم کرنا حضور ﷺ کا ایسا پسندیدہ عمل تھا کہ اپنے محبوب نواسوں کو بچپن میں گرتے ہوئے دیکھا تو ان ﷺ سے بچوں کو تکلیف میں دیکھنا برداشت

نہ ہوسکا حالانکہ آپ خطبہ دے رہے تھے اتر کران کو سنبھالنے کے بعد خطبہ جاری رکھا۔ واقعہ حضرت بریدہ نے ذکر فرمایا:

وعن بريدة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه وسلم يخطبنا اذجاء الحسن والحسين وعليهما قميصان احمران يمشيان ويعثران فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر فحملهما ووضعهما بين يديه ثم قال صدق الله انما اموالكم واولادكم فتنه نظرت الى هذين الصبيين يمشيان ويعثران فلم اصبر حتى قطعت حديثي ورفعتهما:

ترجمہ: حضرت بریدہؓ روایت کررہے ہیں کہ (ایک دفعہ) حضور اکرم ﷺ خطبہ فرما رہے تھے کہ اچانک (دونوں نواسے) حسنؓ اور حسینؓ آئے، وہ دونوں سرخ قمیص پہنے ہوئے تھے اور قمیصوں کی لمبائی یا بچپن اور کمسنی کی وجہ سے گرکر چلتے رہے، حضورﷺ (منبر سے) اترے اور ان دونوں کو (گود میں) اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا دیا، فرمانے لگے رب کائنات نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ (آزمائش) کی چیزیں ہیں میں نے ان دونوں بچوں کو گرتے پڑتے دیکھ کر تو مجھ سے صبر نہ ہوسکا۔ حتیٰ کہ میں نے اپنی بات کا سلسلہ منقطع کر کے ان دونوں کو اٹھالیا۔

اموال واولاد ایک فتنہ ہے: رب العالمین کا اولاد اور مال پر فتنے یعنی آزمائش کا اطلاق فرمانا بالکل بدیہی اور روز روشن کی طرح واضح ارشاد ہے: کہ جس طرح خالق ومالک حقیقی نے بے شمار نعمتوں سے ہمیں مالا مال فرما کر دیکھا جارہا ہے کہ ہم اس ذات بالا وبرتر کے انعامات اس کی مرضی ومنشاء کے مطابق استعمال کررہے ہیں یا اپنے ازلی دشمن شیطان کے احکامات کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اگر ان نعمتوں کے عطا کرنے والے کی ہدایات پر چل کر ان سے فوائد حاصل کررہے ہیں تو اس نعمت کے سلسلہ میں جس آزمائش اور امتحان کا ذکر فرمایا گیا کامیابی ہی کامیابی ہے انشاء اللہ۔ اور اگر نمک حرامی کا ثبوت دیتے ہوئے نعمتوں کے دینے والے کے احکامات سے روگردانی کر کے ابلیس کے راضی کرنے والے راستے کا انتخاب کریں تو دنیا واخروی ناکامی ہی ناکامی مقدر ہے۔ مال واولاد بھی مالک الملک کا عطا کردہ انتہائی قابل قدر انعام وسرمایہ ہیں، اگر ان دونوں اشیاء کو رب العزت کی خوشنودی کا ذریعہ بنا دیں، ان کے ساتھ معاملہ اس کے احکامات کی بجا آوری کی صورت میں ہو تو آزمائش میں کامیابی بصورت دیگر یہ دونوں اشیاء اگر رب ذوالمنن سے غفلت، دین سے لاپرواہی، عیاشی، بے راہ روی اور خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ سے منہ موڑنے کا ذریعہ بنادی گئیں تو اس سودے اور آزمائش میں جو خسارہ ہے باپ اور اولاد دونوں کو جہنم کا ایندھن بننے کا سبب بن جاتا ہے۔ جس کا ذکر خطبہ کے ابتداء میں بیان کردہ آیت میں ہو چکا ہے، اب یہ اولاد جس کو رب العالمین نے آزمائش سے تعبیر فرمایا ہے کیسے اپنی اور اولاد کی کامیابی کا ذریعہ ہم بنا سکتے ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ جمعہ ذکر ہوگا۔

مالک الملک مجھے اور آپ سب کو جہنم میں جانے اور اس کے ایندھن بننے سے محفوظ رکھے امین۔

(آخری قسط)

پروفیسر محمد یونس میو*

فقہ اسلامی کے ماخذ اور ان کے قرآنی دلائل

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه (۱۱۱)۔ اس آیت کریمہ میں تمام مہاجرین وانصار کے ایمان، ان کے اعمال کی قبولیت اور ان کی عظمت وفضیلت کو صراحۃً بتلا کر رہتی دنیا تک صحابہ کرام کا متقداء اور رہبر اور معیار حق ہونا واضح کر دیا اور بتلا دیا کہ اگر کوئی سچے دل سے ان کی اتباع کرے گا اسے بھی یہ نعمت مل سکے گی (۱۱۲)۔

وعدالله الذين امنوا منكم وعملو الصلحت ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم (۱۱۳) یہ آیت خلفاء راشدین کی خلافت اور مقبولیت عنداللہ کا ثبوت ہے (۱۱۴) علامہ شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے کہ اس آیت استخلاف سے خلفائے اربعہ کی بڑی بھاری فضیلت ومنقبت نکلتی ہے (۱۱۵)۔

قرآن حکیم میں ان آیات کی کمی نہیں ہے جن میں صحابہؓ کو کسی نہ کسی حوالہ سے معیار حق اور حجت قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ قانون سازی میں صحابہ کرام کے اقوال وافعال سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ انبیاء کرام تو معلوم ہیں لیکن غیر معصوم لوگوں میں صحابہ کرام ہی کا واحد گروہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے جنتی قرار دیا ہے اور رضا الٰہی کا سرٹیفکیٹ عطا فرما دیا ہے۔ (۱۱۶)

مختصر یہ کہ قانون وتشریع میں ان صحابہؓ (مہاجرین وانصار) کے اقوال کو فقہا نے نہایت اونچا درجہ دیا ہے وہ کہتے ہیں "صحابہؓ کے اقوال حجت ہیں ممکن ہے رسول اللہ سے سنا ہو اور صحبت کی برکت سے ان کی اصابت رائے کی زیادتی میں تو کوئی شبہ نہیں ہے" (۱۱۷)۔ صحابہ کو یہ مقام اس لئے حاصل ہوا ہے کہ "ان کے اکثر اقوال زبان رسالت سے سنے ہوئے ہیں، اگر انہوں نے اجتہاد بھی کیا ہے تو انکی رائے درست ہے (۱۱۸)۔" دین میں ان کو تقدم حاصل ہے، ان کو خیر القرون کا زمانہ میسر آیا ہے (۱۱۹)۔

عرف وعادات: عرف وعادت دونوں لفظ ہم معانی ہیں۔ عادت یا رواج کی یہ تعریف کی جاتی ہے۔ "وہ طریقہ تمام لوگوں میں یا ایک فرقے میں مروج ہو وہ عادت یا رواج کہلاتا ہے، بشرطیکہ وہ رواج روزمرہ میں ذوق سلیم پر گراں نہ گزرتے ہوں۔ پسندیدہ ہوں اور لوگوں میں ان کو مقبولیت کا درجہ حاصل ہو (۱۲۰)" فقہا کا اجماع اس امر کی دلیل ہے کہ امور شرعیہ میں رواج میسر ہے اور یہ اجماع اسلام کے سابقہ فیصلوں پر مبنی ہے۔ جیسے صحابہؓ کا قول : "ما راه

المسلمون حسنافهو عند الله حسن [۱۲۱]۔ ''یعنی جو بات عام مسلمانوں کے نزدیک اچھی ہے وہ خدا کے نزدیک اچھی ہے [۱۲۲]۔ عرف عام کے ساتھ حقیقت ترک کردی جاتی ہے یعنی اگر کسی لفظ کے حقیقی معنی کی بجائے اس کے دوسرے معنی مشہور ہو جائیں تو مشہور معانی کا اعتبار کیا جائے گا نہ کہ حقیقی معنی کا اس پر ایک مثل ہے "غلط مشهور خير من صحيح مهجور" یعنی جو غلط بات مشہور ہو جائے وہ اس صحیح بات سے بہتر ہے۔ جو ترک کردی گئی ہو'' [۱۲۳]۔

<u>دلائل قرآنی:</u> رواج کی بنیاد پر احکام و فیصلوں کی صورتیں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کسی تاجر نے کوئی چیز بغیر یہ بات طے کئے فروخت کردی کہ قیمت بیع کے وقت ادا کرنی ہے یا بعد میں اور تاجروں میں یہ رواج ہو کہ قیمت ہفتہ وار قسط کے حساب سے لی جائے تو خرید و فروخت کا معاملہ اسی رواج کے مطابق قرار پائے گا [۱۲۴]۔ اسی طرح اگر کسی نے مزدوری پیشہ لوگوں جیسے دلال' حمال یا بڑھئی میں سے کسی کو مزدوری طے کئے بغیر کام میں لگا دیا گیا تو مزدور مروجہ مزدوری کا مستحق ہوگا [۱۲۶] مولانا محمد تقی امینی نے اپنی کتاب ''احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت'' میں مفصل بحث کی ہے۔ مزید تفصیل کتاب مذکورہ سے ملاحظہ فرمائی جائے۔ ''عرف و عادات'' کے اس عنوان کو قرآنی کی اس آیت کی تفسیر پر تمام کیا جاتا ہے۔ خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجاهلين [۱۲۶]

بعض علماء کرام نے موضوع زیر بحث کے پس منظر میں اس آیت کے حوالہ سے لکھا ہے ''عفو و درگزر سے کام لیجئے عرف کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے نہ الجھیئے'' یعنی عرف میں مفسرین کے نزدیک تمام عقلی اور اچھی باتیں داخل ہیں۔ عرف کی تعریف میں بھی یہ چیز شامل ہے۔ اسی شرح کی روشنی میں آیت زیر بحث پر غور کیجئے تو قرآن سے عرف وعادت کے قانون سازی کے مرحلہ میں عمل دخل کا ثبوت میسر آ جاتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ''بیان القرآن'' میں اس آیت پر عربی و اردو میں حاشیہ تحریر فرمایا ہے۔ ''اس میں لوگوں کے ساتھ تسامح اور ان کو شفقت سے تعلیم اور جاہلوں کے ساتھ علم کرنے کی تعلیم ہے حضرت جعفر صادق کا ارشاد ہے اس سے زیادہ کوئی آیت اخلاق کی جامع نہیں [۱۲۷]۔ مولانا شبیر احمد عثمانی ''عرف'' کا معانی ''نیک کام'' کا کیا ہے [۱۲۸]۔ گویا اس آیت میں یہ تلقین موجود ہے کہ لوگوں سے نرمی کا سلوک کریں اور معروف و اچھے کاموں کی ترویج کرتے ہوئے جاہل لوگوں سے اعراض کریں۔

<u>ملکی قانون:</u> فقہ اسلامی کے ماخذ میں ''ملکی قانون'' بھی داخل ہے۔ قرآن وسنت سے اس کے ثبوت کی دلیل وہی آیات ہو سکتیں جو عرف و روایات کے ذیل میں بیان کی گئی ہے۔ اس بحث میں ایک بنیادی نکتہ یہ ہے کہ دعوت الٰہی کے اہم مقاصد میں رسول معروف کا حکم دیتا ہے۔ اور معروف کے عموم میں وہ ملکی قانون بھی داخل ہے جو اسلامی اصول کے موافق ہو اور شرع اور عقل کے خلاف نہ ہو۔ امت کے مشن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو

مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف [۱۳۰]۔
اس آیت کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ امت مسلمہ نے فرمانِ خداوندی پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ اچھے رسوم وقوانین کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ نیز برے کاموں کی حوصلہ شکنی کی ہے۔'' ملکی قانون فقہ اسلامی کی تشکیل میں ایک اور طریقہ سے معاون ہو سکتے ہیں کہ پیش آمدہ مسائل کو قرآن وحدیث کے علاوہ تاریخ قانون وفتاویٰ کی روشنی میں بھی دیکھ لیا جائے ۔اگر ذخیرہ قانون اور قاضیوں کے فیصلوں میں اس نوعیت کا کوئی حوالہ موجود ہو تو اس میں قواعد شریعت کے مطابق تبدیلی سے قانون سازی کا محل آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ یوں بھی ہماری عدالتیں اس ماخذ سے کام لیتی ہیں۔ قاضی اور وکلاء حضرات کے لئے پہلے سے موجود مثالیں بڑی مددگار ثابت ہوتی ہیں اور عدالت ان کے اس موقف کو ہمدردی سے سننا پسند کرتی ہے۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر صبحی محمصانی ''فلسفہ شریعت اسلام'' مترجم مولوی محمد احمد رضوی' مجلس ترقی ادب' لاہور' طبع ششم جون ۱۹۸۱ء ص ۱۴۵

۲۔ علامہ محمد اقبال' تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ' مترجم سید نذیر نیازی' بزم اقبال' لاہور' طبع سوم مئی ۱۹۸۸ء ۲۵۶

۳۔ ایضاً ص ۲۵۹

۴۔ ڈاکٹر خالد مسعود نے اپنی کتاب میں ''اقبال کا تصورِ اجتہاد'' میں اجماع اور قیاس کو ماخذ فقہ کی بجائے موادِ فقہ کہا ہے' ملاحظہ ہو ڈاکٹر صاحب کی مذکورہ کتاب مطبوعہ ''مطبوعات حرمت' راولپنڈی' طبع اول ۱۹۸۵ء ص ۱۷۱

۵۔ مولانا شاہ جعفر ندوی پھلواری' ''مقام سنت'' ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور' اشاعت سوم ۱۹۸۴ء ص ۹۰

۶۔ صبحی صالح ''علوم الحدیث'' مترجم غلام احمد حریری' ملک سنز' فیصل آباد' بار سوم ۱۹۸۱ء ص ۲۰

۷۔ ڈاکٹر پروفیسر خالد محمود' آثار الحدیث دار المعارف' لاہور' اشاعت اول ۱۹۸۵ء ص ۳۴

۸۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ''سنت کی آئینی حیثیت'' ' اسلامک پبلیکشنز' لاہور' اپریل ۱۹۸۶ء ملاحظہ ہوں سنت کی بحث سے متعلقات' نیز ملاحظہ ہو' سنت کے ماخذ قانون ہونے پر امت کا اجماع۔

۹۔ مولانا محمد فہیم عثمانی نے اپنی کتاب ''حفاظت وحجیت حدیث میں'' حدیث کی اصطلاح کا عام طور پر استعمال کیا ہے' کسی خاص حصہ سے متعلق بحث نہیں ہے پوری کتاب کا یہی عالم ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب مذکورہ کا ایڈیشن مئی ۱۹۸۹ء مطبوعہ دار الکتب' لاہور۔

۱۰۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ' ''خطبہ تاریخ حدیث شریف'' شمولہ'' خطبات بہاولپور'' ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد' اشاعت سوم ۱۹۹۰ء ص ۴۷　　۱۱۔ خطبات بہاولپور' ص ۴۶　　۱۲۔ سنت کی آئینی حیثیت' ص ۸۵ پر حاشیہ

۱۳۔ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ' ص ۲۶۳　　۱۴۔ اقبال کا تصور اجتہاد' ص ۱۷۶ تا ۱۸۵

۱۵۔ علامہ اقبال کا یہ زمان کہ امام اعظمؒ نے احادیث سے اعتنا نہیں کیا۔ محل نظر ہے' اس بارے میں فقط دو حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے' جن میں امام موصوف کی ''محدثانہ حیثیت'' پر بحث کی گئی ہے' اول'' مولانا محمد علی کاندھلوی کی امام اعظمؒ اور علم احادیث'' مطبوعہ انجمن

دارالعلوم شہابیہ' سیالکوٹ' اشاعت اول اپریل ۱۹۸۱ء۔ دوسرا بڑا حوالہ ''انوار الباری شرح بخاری'' کا ہے' جو علامہ انور شاہ کشمیری کے افادات پر مشتمل شرح بخاری ہے' یہ شرح آپ کے داماد مولانا سید احمد بجنوری نے مرتب کی ہے اور مکتبہ ناشر العلوم بجنور سے متعدد بار شائع ہوئی۔ پاکستان میں یہ شرح مکتبہ ''تالیقات اشرفیہ' ملتان سے چودہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۱۶۔ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ' ص ۲۶۴'۲۶۵

۱۷۔ پروفیسر محمد منور' برہان اقبال' اقبال اکادمی' لاہور' ۱۹۸۷ء ص ۲۰۶

۱۸۔ سورۃ آل عمران۔ آیت ۱۶۴ ۱۹۔ سورۃ البقرہ۔ آیت ۱۲۹

۲۰۔ مولانا محمد تقی عثمانی' ''حجیت حدیث'' ادارہ اسلامیات' لاہور' طبع اول اگست ۱۹۹۱ء ص ۱۱

۲۲۔ سورۃ آل عمران۔ آیت ۱۳۲ ۲۳۔ سورۃ النساء آیت ۵۹

۲۴۔ سورۃ النساء آیت ۶۵ ۲۵۔ سورۃ الاحزاب' آیت ۳۶

۲۶۔ سورۃ الحشر آیت ۷

۲۸۔ پروفیسر سعید احمد اکبر آبادی۔ ''فہم قرآن'' ادارہ اسلامیات' لاہور' اشاعت اول' جنوری ۱۹۰۲ء ص ۸۰

۲۹۔ سورۃ آل عمران' آ۔ ت ۳۱

۳۰۔ امام راغب اصفہانی۔ ''مفردات قرآن'' مترجم محمد عبداللہ فروز پوری' شمس الحق' لاہور' ۱۹۰۷ء جلد اول' ص ۱۹۱

۳۱۔ فیروز اللغات' فیروز سنز' لاہور' ۱۹۰۳ء ص ۷۰ ۳۲۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص ۱۷۷'۱۸۰

۳۳۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص ۱۸۰ ۳۴۔ تشکیل جدید الٰہیات' اسلامیہ ص ۲۶۷

۳۵۔ سورۃ النساء' آیت ۱۱۵

۳۶۔ مفتی محمد شفیع' معارف القرآن' ادارۃ المعارف' کراچی' ستمبر ۱۹۹۰ء جلد دوم ' ۴۷۔۵۴۶

۳۷۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص ۱۷۸ ۳۸۔ معارف القرآن' جلد دوم' ص ۵۴۷

۳۹۔ سورۃ النساء' آیت ۵۹ ۴۰۔ معارف القرآن۔ جلد دوم ص ۴۵۰

۴۱۔ سورۃ البقرہ' آیت ۱۴۳ ۴۲۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص ۱۷۸

۴۳۔ معارف القرآن' جلد اول' ص ۳۷۲ ۴۴۔ معارف القرآن' جلد اول' ص ۳۷۳

۴۵۔ سورۃ آل عمران' آیت ۱۱۰ ۴۶۔ سورۃ آل عمران۔

۴۷۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص ۱۷۸ ۴۸۔ معارف القرآن' جلد دوم' ص ۱۳۰

۴۹۔ سورۃ التوبہ' آیت ۱۱۹ ۵۰۔ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ' ص ۲۷۱

۵۱۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص ۱۸۳ ۵۲۔ تشکیل جدید الٰہیات اسلامی' ص ۲۷۴

۵۳۔ ملاحظہ ہو ''معارف القرآن'' جلد ہشتم' ص ۳۵۸' ۳۶۳ ۵۴۔ سورۃ الحشر' آیت ۲

۵۵۔ عمار ناصر ''فقہ اسلامی کے ماخذ قرآن مجید کی روشنی میں'' مسئولہ ''الشریعہ'' جلد ۱۲' شمارہ ۳ (مارچ ۲۰۰۱) ص ۲۴

۵۶۔ ''معارف القرآن'' جلد ششم ص ۶۹۴ ۵۷۔ سورۃ العنکبوت' آیت ۴۳

۵۸۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص ۱۶۸ ۵۹۔ سورۃ الانعام' آیت ۱۴۶

۶۰۔ فقہ اسلامی کے ماخذ قرآن مجید کی روشنی میں' الشریعہ' جلد۱۲ 'شمارہ '۳ 'ص۲۴

۶۱۔ سورۃ المائدہ 'آیت ۳

۶۲۔ فقہ اسلامی کے ماخذ قرآن مجید کی روشنی میں ''الشریعہ' جلد۱۲' شمارہ۳' ص۲۵

۶۳۔ تاریخ اصول فقہ واجتہاد' (خطبہ) مشمولہ ''خطبات بہاولپور'' ص۱۳۵' ۱۳۶

۶۴۔ فلسفہ شریعت اسلامی' ص' ۲۰۲   ۶۵۔ خطبات بہاولپور' ص۱۲۵   ۶۶۔ سورۃ الزمر' آیت ۱۸

۶۷۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی' تفہیم القرآن' ادارہ ترجمان القرآن' لاہور' اشاعت پنجم' اپریل ۱۹۸۵ء' جلد۴۔ص ۳۶۶

۶۸۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص۲۰۷   ۶۹۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص۲۰۸

۷۰۔ سورۃ النور۔ آیت ۳

۷۱۔ ترجمہ مولانا شاہ اشرف علی تھانوی' بیان القرآن' مکتبہ الحسن' لاہور' سن ندارد' جلد۲' ص۲۶۵

۷۲۔ فقہ اسلامی کے ماخذ قرآن مجید کی روشنی میں (مطبوعہ الشریعہ'' جلد۱۲' شمارہ۳' ص۳۱

۷۳۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص۲۰۴   ۷۴۔ الشریعہ' جلد۱۲' شمارہ '۳' ص۲۵' نیز ملاحظہ ہو

۷۵۔ مولانا محمد تقی امینی' ''احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت'' اسلامک بک کارپوریشن' اسلام آباد' اشاعت اول' ۱۹۹۲ء' ص۲۸

۷۶۔ ایضاً ص ۲۹   ۷۷۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص۲۰۴

۷۸۔ 'احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت'' ص۱۲۶' ۱۲۷' ۱۲۸

۷۹۔ سورۃ البقرہ' آیت ۱۵۸   ۸۰۔ سورۃ النساء 'آیت ۲۸   ۸۱۔ سورۃ المائدہ' آیت ۶

۸۲۔ سورۃ النساء' آیت ۱۱   ۸۳۔ سورۃ البقرہ' آیت ۱۷۳   ۸۴۔ سورۃ البقرہ' آیت ۱۷۹

۸۵۔ سورۃ البقرہ' آیت ۱۷۸   ۸۶۔ سورۃ البقرہ' آیت ۲۳۳   ۸۷۔ سورۃ الانفال' آیت ۶۶

۸۸۔ فلسفہ شریعت اسلام' ص۲۱۱

۸۹۔ ''فقہ اسلامی کے ماخذ قرآن مجید کی روشنی میں'' (مضمون) مطبوعہ الشریعہ' جد۱۲' شمارہ۳۔ص۲۳

۹۰۔ سورۃ انعام' آیت ۹۰   ۹۱۔ ''معارف القرآن'' جلد سوم' ص۳۹۵

۹۲۔ سورۃ نحل' آیت ۱۲۳   ۹۳۔ معارف القرآن' جلد پنجم' ص۴۱۷

۹۴۔ معارف القرآن' جلد سوم' ص۳۹۵   ۹۵۔ سورۃ مائدہ' آیت ۴۵

۹۶۔ بیان القرآن' جلد اول' ص۳۸۴   ۹۷۔ معارف القرآن' جلد سوم' ص۱۶۲

۹۸۔ سورۃ البقرہ' آیت ۵۴   ۹۹۔ معارف القرآن' جلد اول' ص۲۲۷

۱۰۰۔ مولانا محمد حنیف ندوی' ''مسئلہ اجتہاد'' ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور' بار سوم' ۱۹۸۳ء ص۱۰۷

۱۰۲۔ ایضاً' ص۱۰۸   ۱۰۳۔ ملاحظہ ہو'' مسئلہ اجتہاد' ص۱۰۸

۱۰۴۔ شاہ ولی اللہ' حجۃ اللہ البالغۃ' مترجم ابو محمد عبدالحق حقانی' نور محمد آرام باغ' کراچی' سن ندارد' جلد اول ص۳۳۱

۱۰۵۔ ایضاً' ص۳۳۲   ۱۰۶۔ سورۃ البقرہ' آیت ۱۳

۱۰۷۔ حافظ محمد اقبال رنگونی۔ ''مناقب صحابہ قرآن کے آئینہ میں'' مطبوعہ ماہنامہ ''بینات'' کراچی' جلد۵۲' شمارہ۱۲۔ جولائی ۱۹۹۰ء

ص ۱۷۔ ۱۰۸۔ ایضاً ۱۰۹۔ سورۃ البقرۃ آیت ۱۳۷

۱۱۰۔ مناقب صحابہؓ قرآن کے آئینہ میں مطبوعہ ''بینات'' کراچی جلد ۵۲ شمارہ ۱۲ ص ۱۸

۱۱۱۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۲۔ ''مناقب صحابہ قرآن کے آئینہ میں' بینات' جلد ۵۲ شمارہ ۱۲ ص ۲۸

۱۱۳۔ سورہ النور آیت ۵۵ ۱۱۴۔ معارف القرآن جلد ششم ص ۴۴۱

۱۱۵۔ مولانا شبیر احمد عثمانی' تفسیر عثمانی' دارالاشاعت' کراچی' طبع اول ۱۹۹۳ء جلد دوم ص ۱۹۲

۱۱۶۔ مناقب صحابہ قرآن کی آئینہ میں' بینات' جلد ۵۲ شمارہ ۱۲ ص ۲۷

۱۱۷۔ احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت' ص ۱۵۸

۱۱۸۔ ایضاً ص ۱۶۰ ۱۱۹۔ ایضاً۔

۱۲۰۔ فلسفہ شریعت اسلام ص ۳۰۱' ۳۰۳

۱۲۱۔ ایضاً' ص ۳۰۱۔ (یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے بلکہ یہ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے)

۱۲۲۔ ایضاً ۱۲۳۔ ایضاً ص ۳۰۸

۱۲۴۔ جیسے ہفتے کے روز قیمت ادا کرنے کا رواج شہر بیروت وغیرہ کے تاجروں میں عام ہے)

۱۲۵۔ ایضاً ص ۳۰۷ ۱۲۶۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۹۹

۱۲۷۔ بیان القرآن' جلد اول' ص ۵۴۰ ۱۲۸۔ تفسیر عثمانی' جلد اول' ص ۵۰۷

۱۲۹۔ معارف القرآن' جلد ۴۔ ص ۱۵۷ ۱۳۰۔ سورہ آل عمران' آیت'

کتابیات

''قرآن مجید''

اشرف علی تھانوی' مولانا' بیان القرآن' مکتبہ الحسن' لاہور' سن ندارد' جلد دوم

اقبال' علامہ محمد ''تشکیل جدید الہیات اسلامیہ'' بزم اقبال' لاہور' طبع سوم ۱۹۸۸

اقبال رنگونی' حافظ محمد ''مناقب صحابہ قرآن کے آئینہ میں'' ماہنامہ' بینات'' کراتی جلد ۵۲ شمارہ ۱۲

امینی' محمد تقی' مولانا ''فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر'' قدیمی کتب خانہ آرام باغ' کراچی' اشاعت جدید ۱۹۹۱ء

امینی' محمد تقی' مولانا ''احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت'' اسلاک بک کارپوریشن' اسلام آباد' ۱۹۹۲

تقی عثمانی' مولانا' حجیت حدیث'' ادارہ اسلامیات' لاہور' طبع اول ۱۹۹۱

جعفر ندوی پھلواری' مولانا' مقام سنت'' ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور' اشاعت سوم ۱۹۸۴

حنیف ندوی' مولانا ''اجتہاد'' ادارہ ثقافت اسلامیہ' لاہور' اشاعت سوم ۱۹۸۳

حمید اللہ ڈاکٹر ''خطبات بہاولپور'' ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد اشاعت سوم ۱۹۹۰

خالد محمود' ڈاکٹر ''آثار الحدیث'' دار المعارف' لاہور' اشاعت اول ۱۹۸۵

خالد مسعود' ڈاکٹر ''اقبال کا تصور اجتہاد'' مطبوعات حرمت' راولپنڈی' طبع اول' ۱۹۸۵ء

سعید احمد اکبر آبادی' مولانا ''فہم القرآن'' ادارہ اسلامیات' لاہور' اشاعت ۱۹۹۲

شاہ ولی اللہ' حجۃ اللہ البالغۃ' نور محمد اصح المطابع' کراچی' سن ندارد' جلد اول' سن ندارد
شاہ ولی اللہ' ''الانصاف فی بیان سبب الاختلاف'' (فقہی اختلافات کی اصلیت) علماء اکیڈمی' لاہور' ۱۹۸۱
شبلی نعمانی' مولانا'' مقدمہ سیرت النبیؐ' دارالاشاعت' کراچی' ۱۹۸۵ء جلد اول
شبلی نعمانی' مولانا ''الفاروق'' مکتبہ رحمانیہ' لاہور' سن ندارد۔
شبیر احمد عثمانی' مولانا ' تفسیر عثمانی' تشکیل جدید ڈاکٹر ولی رازی' دارالاشاعت' کراچی' طبع اول ۱۹۹۳ء جلد دوم
شفیع' مفتی محمد' ''معارف القرآن'' ادارہ المعارف' کراچی' ستمبر ۱۹۹۸ء ' جلد سوم
شفیع' مفتی محمد' ''معارف القرآن'' ادارہ المعارف' کراچی' ستمبر ۱۹۹۸ء ' جلد چہارم
صبحی محمصانی' ڈاکٹر' فلسفہ شریعت اسلام' مترجم' مولوی محمد احمد رضوی' مجلس ترقی ادب' لاہور' طبع ششم' جون ۱۹۸۱ء
عمار ناصر' فقہ اسلامی کے ماخذ قرآن کی روشنی میں' ماہنامہ ''الشریعہ'' گوجرانوالہ' جلد ۱۲' شمارہ ۳
محترم فہیم عثمانی' مولانا'' حفاظت وحجیت حدیث'' دارالکتب' لاہور' اشاعت دوم' ۱۹۸۹
مودودی' سید ابوالاعلیٰ' ''تفہیم القرآن'' ادارہ ترجمان القرآن' لاہور' ۱۹۸۵ء' جلد پنجم
منور احمد' پروفیسر' برہان اقبال' اقبال اکادمی' لاہور' ۱۹۸۷

معارف ترمذی

افادات: شیخ المحدثین حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوریؒ

ترتیب: حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب' شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ راولپنڈی

''معارف ترمذی'' جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کے صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے تدریسی علمی نکات و افادات کا مجموعہ ہے۔ مولانا مرحوم عرصہ ۴۳ سال تک ''ترمذی شریف'' پڑھاتے رہے اور آپکے ہم عصر علماء بالخصوص آپ کے تلامذہ آپ کے طرز تدریس اور انداز افہام وتفہیم کو ممتاز اور منفرد قرار دیتے تھے۔ اسی لئے آپ برصغیر میں اپنے زمانہ میں ''جامع ترمذی'' کے یگانہ استاذ سمجھے جاتے تھے' جن کا اسلوب بیان معارف ترمذی کے صفحات میں موجود ہے' ان علمی جواہرات کو آپ کے صاحبزادے شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب نے نہایت حزم واحتیاط سے قلمبند فرمایا ہے۔ جس سے حدیث کی تشریح میں جامعیت واختصار کو اس حسین طرز سے جمع کیا گیا کہ مولانا مرحوم کے منفرد تدریسی انداز کی عکاسی ہوتی ہے

02 جلد کل صفحات: 1025 عام قیمت:-/675 روپے علماء وطلباء ومدارس کیلئے تعداد کے مطابق خصوصی رعایت

ملنے کے پتے

جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ صدر' راولپنڈی' فون 051-5790027

کتب خانہ رشیدیہ' مدینہ مارکیٹ' راجہ بازار' راولپنڈی' فون 051-5771798

اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن جمشید روڈ کراچی 5۔ فون 021-4927159

مکتبہ حمادیہ' جامعہ اشاعت القرآن حضرو' ضلع اٹک۔ فون 0572-310423

جناب حافظ عنایت اللہ *

حدیث استخارہ اور استنباط مسائل وفوائد

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا آپ ﷺ انسانیت کیلئے عموماً اور اپنی امت کیلئے خصوصاً بڑے شفیق تھے‘ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ آپ ﷺ اہل ایمان کے لئے سراپا شفقت اور مجسم رحمت ہیں۔

بالمؤمنین رؤف الرحیم:(۱)

امت پر اسی بے پناہ شفقت کی بناء پر حضور ﷺ نے اہل ایمان کو استخارے کی تعلیم دی ہے تاکہ وہ اپنے امور میں صلاح و فلاح سے فیضیاب ہوں اور اس بابرکت عمل سے استفادہ کرسکیں اور یہ کہ تمام حالات میں ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہے۔ اس بارے میں استخارہ کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان مبارک یہ ہے:

عن جابر بن عبد الله قال: كان النبي ﷺ يعلمنا الاستخارة في الامور كلها كالسورة من القرآن يقول: اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم يقول:

اللهم اني استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسئلك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب‘ اللهم ان كنت تعلم ان هذا الامر خيرلي في ديني ومعاشي وعاقبة امري‘ اوقال: في عاجل امري وآجله‘ فاقدره لي ويسره لي ثم بارك لي فيه وان كنت تعلم ان هذا الامر شرلي في ديني ومعاشي وعاقبة امري‘ اوقال: في عاجل امري وآجله‘ فاصرفه عني واصرفني عنه واقدر لي الخير حيث كان ثم رضني به‘ قال: ويسمي حاجته (۲)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں تمام معاملات میں

---

* لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج نمبر ا - ڈیرہ اسماعیل خان

استخارہ اسی طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن پاک کی سورت کی تعلیم دیتے تھے' آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے دو رکعت نفل نماز ادا کرنی چاہئے پھر یہ دعا مانگی چاہیے۔

اے اللہ بے شک میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں تیری ہی قدرت کے ذریعے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے عظیم فضل میں سے کچھ فضل وکرم کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو' تو بے شک (ہر کام کی) قدرت رکھتا ہے (جبکہ) میں (کسی کام کی ازخود) قدرت نہیں رکھتا تو' تو (سب کچھ) جانتا ہے اور میں (کچھ بھی) نہیں جانتا اور تو ہی غیب کی تمام باتوں کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے حق میں میرے دین' میری دنیاوی زندگی اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا فرمایا کہ میری دنیوی اور اخروی زندگی کے لحاظ سے میرے حق میں بہتر ہے تو' تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دے' اسے میرے لئے آسان کر دے اور پھر اس میں میرے لئے برکت ڈال دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے دین و دنیا اور انجام کے لحاظ سے یا فرمایا میری دنیوی اور اخروی زندگی کے اعتبار سے میرے حق میں برا ہے' تو اس کام کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور جہاں (جس وقت اور جس کام میں) میرے لئے خیر ہو وہ میرے لئے مقدر کر دے اور پھر مجھے اس کام کے ساتھ راضی بھی رکھ (راوی کہتے ہیں کہ) اور اپنی ضرورت بیان کرے۔

حدیث استخارہ سے مستنبط ہونے والے مسائل:

استخارہ والی حدیث بہت سے مسائل اور عام فوائد پر مشتمل ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

صلوٰۃ استخارہ کا مشروع ہونا اور اس کے بعد دعا کا ہونا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

(۱) نبی ﷺ کا اپنی امت کے لئے استخارہ کا اہتمام کرنا' ان پر شفقت کرنے اور ان کو دین و دنیا اور آخرت کی اچھائیوں کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

فی الحدیث شفقة النبی ﷺ علی امته وتعلیمهم جمیع ما ینفعهم فی دینهم ودنیاهم (۳)

حدیث استخارہ میں حضور ﷺ کی اپنی امت پر شفقت کا اظہار ہے اور اس میں انہیں اپنے دین و دنیا کے سارے امور میں فائدہ پہنچانے والی چیزوں کی تعلیم ہے۔

(۳) حدیث میں راوی کا یہ قول:

کان رسول الله ﷺ یعلمنا الاستخارة فی الامور کلها: عام ہے اور تمام امور پر مشتمل ہے جیسے کہ علامہ عینی فرماتے ہیں۔

قوله فی الامور کلها ای فی دقیق الامور وجلیها لانه یحب المومن رد الامور

کلھا الی اللہ عزوجل و التبرو من الحول و القوۃ الیہ۔[۴]

ان کے قول فی الامور کلھا کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے بڑے سارے معاملوں میں' کیونکہ بے شک مومن اپنے سارے معاملات کو خدا تعالیٰ کی طرف لوٹا دینا پسند کرتا ہے اور اسکی جناب میں اپنی طاقت اور قوت سے اظہار بیزاری کرتا ہے۔

یہاں امور سے مراد ہے امور مباح یعنی جائز امور میں استخارہ' کیونکہ واجب اور مستحب کے کرنے کیلئے استخارہ نہیں کیا جاتا' اور اسی طرح حرام اور مکروہ امور کے چھوڑنے میں بھی استخارہ نہیں ہوتا' یہاں اگر مستحب امور میں دو امر متعارض ہو جائیں تو جس سے ابتدا کرے جائز ہے۔

جہاں تک حدیث کے عموم کا تعلق ہے تو یہ عظیم امور کو بھی شامل ہے اور حقیر امور کو بھی کیونکہ بہت سے حقیر امور ایسے ہیں کہ ان پر ایک عظیم بات مرتب ہو جاتی ہے اس لئے آدمی کو چاہیے کہ وہ کسی امر کو اس کے حقیر ہونے کی وجہ سے حقیر نہ سمجھے کہ پھر اسکے اندر استخارہ چھوڑ دے کیونکہ حقیر امور کے بارے میں استخارہ چھوڑنے سے عظیم ضرر ہو سکتا ہے اس لئے حضورﷺ نے فرمایا: لیسال احد کم ربہ حتی فی شسع نعلہ[۵]

چاہیے کہ تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے سوال کرے یہاں تک کہ اپنے جوتے کے تسمے کیلئے بھی۔

(۴) قولہ: کما یعلمنا السورۃ من القرآن:

اس سے استخارہ کی اہمیت پر تنبیہ کی گئی ہے اور اسکی تاکید کی گئی ہے اور اس بات کی کہ یہ ایک پسندیدہ عمل ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

فیہ دلیل علی الاھتمام بامر الاستخارۃ و انہ متاکد مرغب فیہ[۶]

اس میں استخارہ کے امر کے اہتمام کی طرف دلیل ہے اور اس میں استخارہ کی تاکید سمجھی جاتی ہے کہ وہ پسندیدہ عمل ہے۔

اسی طرح ملا علی قاری' شوکانی اور مبارکپوری وغیرہم نے بیان کیا ہے۔[۷]

اس حدیث میں استخارہ کی تعلیم کو قرآن کی تعلیم کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بات شدت اہتمام اور کمال توجہ کو واضح کرتی ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: فیہ اشارۃ الی الاعتناء التام بھذا الدعاء وھذا ا لصلاۃ لجعلھما تلوین اللفریضۃ و القرآن۔[۸]

اس میں اس دعا کی طرف اور اس نماز کی طرف مکمل توجہ کرنے کا اشارہ پایا جاتا ہے' حضورﷺ نے ان دونوں کو فریضہ اور قرآن کا رنگ دے دیا تشبیہ کی وجہ ان تمام باتوں میں احتیاج کا ہونا ہے جیسے کہ قرآں کی سورت سیکھنے میں احتیاج ہے ویسے یہاں استخارہ کے سیکھنے میں بھی احتیاج ہے اور یہ بھی احتمام ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث میں آچکا ہے تشہد کے بارے میں کہ یہ تشبیہ بھی ایسی ہو۔ علمنی رسول اللہ ﷺ۔

و کفی بین کفیہ التشھد کما یعلمنی السورۃ من القرآن[۹]

رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم دی میرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا جیسا کہ آپ ﷺ نے مجھے قرآن کی سورت کی تعلیم دی۔ اوران سے ایک روایت یہ بھی ہے:

اخذت التشهد من فی رسول الله ولقننيها كلمة كلمة (۱۰)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے لیا، یعنی سنا اور آپ ﷺ نے مجھے اس کی تلقین کی ایک ایک کلمہ کر کے

امام ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں کہ سورت قرآن اور استخارہ کی مشابہت کی وجوہات حسب ذیل ہوسکتی ہیں۔

(۱) قرآن مجید کی طرح دعائے استخارہ کے حروف اور ترتیب کو محفوظ رکھا جائے اور انمیں کوئی ردوبدل نہ کیا جائے

(۲) قرآن کی طرح دعائے استخارہ میں الفاظ کی کمی بیشی نہ کی جائے۔

(۳) استخارہ کی تعلیم عام سورت کی طرح فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(۴) قرآن کی طرح استخارہ کو پوری پوری اہمیت دی جائے، اس کی برکت کو ایک حقیقت سمجھا جائے اور اسکے احترام کو ملحوظ رکھا جائے۔

(۵) قرآن اور استخارے میں مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ دونوں خدا کی طرف سے وحی کے ذریعے سے بنے ہیں۔

(۶) قرآن کی طرح استخارے کو پڑھایا جائے اور اس کی محافظت کی جائے تاکہ بھول نہ جائے۔

امام ابن ابی جمرہ کا موقف یہ ہے کہ ان وجوہات میں سے ساری وجوہات بھی ہوسکتی ہیں اور چند ایک بھی اور اس سے زیادہ بھی ممکن ہیں۔ (۱۱)

بہر حال ان تمام باتوں کے علاوہ اور باتوں کا بھی احتمال ہوسکتا۔ واللہ اعلم (۱۲)

(۵) قوله ﷺ : اذا هم احدكم الامر: جب ارادہ کرے تم میں سے کوئی کسی کام کا۔

اصل میں ھمّ کے معنی اس ارادہ کے ہیں جو ابھی دل ہی میں ہو۔ (۱۳)

ارادہ سے مراد نکاح کا ارادہ، سفر کا یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کے کرنے اور چھوڑنے کا ارادہ کرنا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی حدیث ابن مسعودؓ کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں ھمّ کی جگہ ارادہ کا لفظ آیا ہے۔ ھمّ کے معنی ارادہ کرنے کیلئے لیتے ہیں۔ (۱۴)

شیخ الساعاتی کا خیال ہے کہ ھمّ سے یہاں مراد عزم ہے کیونکہ ھمّ کسی کام کے کرنے کے قصد کا آغاز ہے اور عزم کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے دیر تک رہنے والا قصد ہے اور ساتھ ہی اس چیز کے حصول کی رغبت بھی ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا عزم کرے کہ جس میں وہ خیر کا پہلو نہ جانتا ہو (۱۵)

ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں: الوارد على القلب على مراتب، الهمة ثم اللمة ثم الخطرة ثم النية ثم الارادة ثم العزيمة، فالثلاثة الاولى لايواخذ بها بخلاف الثلاثة الاخرين

فقولہ "اذا ھم" یشیر الی اول مایرد علی القلب' فیستخیر فیظھر لہ ببرکۃ الصلاۃ والدعاء ماھو الخیر' بخلاف ما اذا تمکن الامر عندہ وقویت فیہ عزیمتہ و ارادتہ فانہ یصیر الیہ میل وحب' فیخشی ان یخفی عنہ وجہ الارشدیۃ لغلبۃ میلہ الیہ[16]

دل پر آنے والی باتیں اسکے کئی درجے ہیں: (۱) ہمت (۲) لمت (۳) خطرہ (۴) نیت (۵) ارادہ (۶) عزیمت۔ پہلی تین پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا بخلاف آخری تینوں پر کہ ان پر ہوتا ہے' پس اس کے قول "اذا ھم " جب ارادہ کرتا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس پہلے حال پر جو دل پر وارد ہوا ہے پس اس میں استخارہ کرتا ہے' پس اس پر نماز اور دعا کی برکت سے جو بہتر بات ہے وہ ظاہر ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے کہ جب بات اس کے ہاں پختہ ہو جاتی ہے اور اس میں اس کی عزیمت مضبوط ہو جاتی ہے اور اس کی طرف میلان اور محبت ہو جاتی ہے پس بوجہ اس کی طرف میلان کے غلبہ کے صحیح بات کے پوشیدہ ہونے کا ڈر رہتا ہے۔ ابن ابی جمرہ آگے فرماتے ہیں:

ویحتمل ان یکون المراد بالھم العزیمۃ[17] اور ھمّ سے عزیمت مراد ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے۔

کیونکہ استخارہ تو صرف اس خیال پر کیا جا سکتا ہے کہ جس کے کر گزرنے کا عزم ہو۔

(۶) قولہ علیہ السلام فلیرکع رکعتین : پس ضرور وہ ادا کرے دو رکعتیں:

یہ دو رکعت نماز نفل بہ نیت استخارہ پڑھنا مستحب امر ہے یہ کم سے کم تعداد دو رکعت ہے کہ جو حصول مقصد کیلئے مطلوب ہے۔[18] کیونکہ ایک رکعت سے نماز نہیں ہوتی البتہ زیادہ رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۷) قولہ علیہ السلام من غیر الفریضۃ: فرض کے علاوہ میں سے (نماز نافلہ میں سے)

نماز نافلہ جیسے کہ نماز تحیۃ المسجد یا نماز تحیۃ الوضو ہے' یہ نماز استخارہ اوقات مکروہہ کے علاوہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔[19] غیر الفریضہ کی شرط اس وضاحت کے لئے ہے کہ استخارے کی ان دو رکعتوں کو فجر کی دو رکعتوں سے الگ سمجھا جائے اسی طرح فجر کی دو سنتوں کو دعائے استخارہ مانگ لینے سے نماز استخارہ قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔[20]

قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ استخارہ کے نفل' فرض' سنت اور مخصوص نفل نمازوں مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ کے بعد محض دعائے استخارہ پڑھ لینے سے ادا نہیں ہوتی لہذا الگ طور پر استخارہ کی نیت سے یہ نفل نماز پڑھنی چاہیے۔[21]

اور یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ نماز تطوع اور نافلہ کہنے کی بجائے ''من غیر الفریضۃ'' کہہ کر تعارف کرانے میں حکمت اور مصلحت یہ ہو کہ یہ نماز گو فرض نہیں تاہم اہم ضرور ہے۔

(۸) قول علیہ السلام اللھم انی استخیرک: اے اللہ میں تجھ سے ان دو امروں میں سے جو بہتر ہے طلب کرتا ہوں یا میں تجھ سے بہتر اور بہتری کو طلب کرتا ہوں' شیخ مبارک پوری نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں تجھ سے اس بات کا بیان کرنا طلب کرتا ہو کہ کون سی چیز میرے حق میں بہتر ہے[22]

(۹) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بعلمک: ساتھ تیرے علم۔

اس میں ب تعلیل کے لئے ہے یعنی تحقیق تو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ (۲۳)

ملاعلی قاری فرماتے ہیں: بسبب تیرے علم کے اور مراد یہ ہے کہ میں تجھ سے کرنے اور چھوڑنے کے دو کاموں میں سے بہتر کام کے لئے اپنے شرح صدر کی درخواست کرتا ہوں۔ کیونکہ تیرا علم تمام امور کی کیفیات اور ان کی کلیات و جزئیات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ انہی صفات کا مالک ہی درحقیقت بہتر کا احاطہ کرسکتا ہے۔ (۲۴)

اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں ب استعانت کے لئے ہو مراد یہ ہوگی کہ میں تجھ سے تیرے علم کا سہارا لے کر اور اسی کا واسطہ دے کر طلب خیر کرتا ہوں۔

(۱۰) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم استقدرک: میں قدرت طلب کرتا ہوں تجھ سے۔

میں تجھ سے یہ طلب کرتا ہوں کہ تو مجھے اس کام کے کرنے کی قدرت دے دے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میرے لئے اس کام کا کرنا مقدر کردے یعنی مراد ہے آسان کردے۔ (۲۵)

(۱۱) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بقدرتک: تمہاری قدرت کے ساتھ۔

یعنی میں استخارہ کرتا ہوں تیری قدرت سے اس لئے کہ تو زیادہ قدرت والا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ ب استعانت کی ہو یعنی میں استخارہ کرتا ہوں تیری مدد سے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے "بسم اللہ مجرھا و مرسٰھا (۲۶)

یعنی میں تیرے علم سے مدد حاصل کرتے ہوئے خیر طلب کرتا ہوں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ کس چیز میں میری بہتری ہے اور طلب کرتا ہوں تجھ سے قدرت کیونکہ لاحول ولاقوۃ الا بک۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ ب استعطاف کی ہو یعنی شفقت اور مہربانی طلب کرنے کے لئے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے قول "انعمت علی" میں ہے (۲۷)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے بوجہ علم محیط اور تیری قدرت کاملہ کی وجہ سے استخارہ کرتا ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ب سببیہ ہوا ی بسبب علمک یعنی تیرے علم کے سبب سے اور معنی یہ ہوں گے کہ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں تیرے علم کے سبب کہ مجھ شرح صدر ہو جائے خیر الامرین یعنی ان دو امروں میں سے جو بہتر ہے۔ کیونکہ ان امور کی کیفیات' ان امور کی جزئیات اور ان امور کی کلیات سب پر تیرا علم محیط ہے کیونکہ ان امور میں سے جو بہتر امر ہے اس کا احاطہ حقیقت میں تیرے سوا کوئی نہیں کرسکتا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وعسیٰ ان تکرھوا شیئاً و ھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم و اللہ یعلم و انتم لاتعلمون (۲۸)

(۱۲) قولہ صلی اللہ علیہ وسلم و اسئلک من فضلک العظیم: میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل عظیم میں سے کچھ فضل کا۔

ملاعلی قاری فرماتے ہیں: ای تعیین الخیر وتبیینہ وتقدیرہ وتیسیرہ و اعطاہ القدرہ لی

علیہ۔ (۲۹) یعنی میں تیرے عظیم فضل وکرم سے خیر کو متعین کرنے' اس کو واضح کرنے' اس کو میرے لئے مقدر کر دینے' اس کی آسانی پیدا کرنے اور اس پر مجھے قدرت عطا کر دینے کا سوال کرتا ہوں۔
اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کرنا یہ اس کا فضل ہے کسی کا حق نہیں ہے اور اسی طرح اس کی نعمتوں میں کسی کا اس پر حق نہیں ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ (۳۰)

(۱۳) قولہ ﷺ فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب:

پس بیشک تو ہی قدرت رکھتا ہے اور میں تو قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور آپ علام الغیوب ہیں۔
اس میں اشارہ ہے کہ علم اور قدرت اکیلے اللہ ہی کے لئے ہے اور بندہ کیلئے اس میں وہی کچھ ہے جو اللہ اس کیلئے آسان کردے اور دعا کا جو مقام ہے وہ اسی کے لائق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ان اللہ یحب الملحین فی الدعا (۳۱) بیشک اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح یعنی بار بار پڑھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔
اسمیں یہ اشارہ بھی ہے کہ مومن پر واجب ہے کہ تمام امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے اور تمام قدرتوں اور طاقتوں سے برأت کا اظہار کرنے اور کسی چھوٹے اور بڑے امر کا ارادہ کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ اسکو بہتر عمل پر آمادہ کرے اور برے عمل کو اس سے ہٹادے اور ہر امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی احتیاج کا اظہار کرے اور اپنی بندگی کا اظہار کرے اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے استخارہ کرے (۳۲)

(۱۴) قولہ ﷺ: اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر: ان کنت تعلم:

اگر تو جانتا ہے' یقیناً تو جانتا ہے۔
طیبی فرماتے ہیں کہ ان (اگر) کے ہوتے ہوئے اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ بے شک تو جانتا ہے اور کلام کو شک کے محل میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ خدا کی طرف تفویض اور اس معاملے میں اس کے علم کے ساتھ راضی رہنے کے معنی پیدا ہو سکیں۔ اس کو اہل بلاغت تجاہل عارفانہ کہتے ہیں اور شک کی آمیزش کلام میں یقین کے معنوں میں ہوتی ہے (۳۳)
یہاں شک خدا کے اصل علم کے بارے میں نہیں بلکہ انسان کے اپنے خیر وشر جاننے کے بارے میں ہے (۳۴)
ھذا الامر: اس معاملے میں مراد یہ ہے کہ ھذا الامر کی جگہ زبان سے اس کام کا ذکر کرے مثلاً ھذا النکاح' ھذا البیع اور ھذا السفر وغیرہ کہے یا اپنے دل میں اس کام کا خیال لائے (۳۵)

(۱۵) قولہ ﷺ: خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری' او قال: فی عاجل امری وآجلہ

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہاں راوی کو اس میں شک ہے آنحضرت ﷺ نے فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری تینوں الفاظ کی جگہ فی عاجل امری وآجلہ فرمایا تھا یا صرف آخری دولفظوں

معاشی وعاقبة امری کی جگہ فی عاجل امری و آجلہ پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ حدیث ابی سعید الخدری اور حدیث ابن مسعود میں عاقبة امری پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت ابوایوب انصاریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی مرویات میں بھی اس نوعیت کا کوئی شک واقع نہیں ہوا۔(۳۶)

کرمانی فرماتے ہیں کہ چونکہ یقینی طور پر یہ معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مقام پر کیا الفاظ ارشاد فرمائے تھے لہٰذا دعا مانگنے والے کو یہ دعا تین بار مانگ لینی بہتر ہوگی۔ پہلی دفعہ فی دینی و معاشی وعاقبة امری کہنا چاہیے دوسری دفعہ فی عاجل امری و آجلی اور تیسری دفعہ فی دینی وعاجلی آجلی کہہ لینا چاہیے۔(۳۷) شیخ حسن شرنبلالی کہتے ہیں کہ دونوں روایتوں کو اکٹھا کر لینا چاہیے پس عاقبة امری وعاجلہ و آجلہ کہنا چاہیے۔(۳۸)

یہاں دین کو مقدم کیا کیونکہ تمام امور میں یہی اہم ہے پس جب دین محفوظ ہوگا تو خیر حاصل ہوگی لیکن جب دین مختل ہوگا تو اس کے بعد کوئی خیر نہیں۔(۳۹)

(۱۶)　قولہ ﷺ: فاقدرہ لی، ویسرہ لی، ثم بارک لی فیہ:

پس تو مقدر کر دے اسے، میرے لئے اس کو آسان بنا دے پھر میرے لئے اس میں برکت دے دے۔

اس حدیث میں قدر کا ذکر دو بار آیا ہے اور یہ عبارت ہے اس سے کہ جس کا فیصلہ اللہ نے کیا ہے اور جس امر کا حکم اللہ نے کیا ہے اور یہ مصدر ہے قدر یقدر قدرا، قدرا بھی ہے اور قدر بھی (دال ساکن کے ساتھ) اسی لفظ میں سے لیلة القدر کا لفظ ہے کہ جس کے اندر لوگوں کے ارزاق مقرر کئے جاتے ہیں اور فیصلہ کیا جاتا ہے اور اسی سے حدیث استخارہ ہے بعض کہتے ہیں اس کا معنی یسرہ لیی عنی میرے لئے اسے آسان کر دے، ہے پس اس کے بعد آنے والا قول عطف تفسیری ہوگا۔ ثم بارک لی فیہ یعنی زیادہ کر تو اچھائی کو اور برکت کو جو تو میرے لئے مقدر کرے اور آسان کرے۔

(۱۷)　قولہ علیہ وسلم: فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ: پس اسے (شر کو) تو پھیر دے مجھ سے اور تو پھیر دے مجھے اس (شر) سے۔

یعنی میرے اور اس شر کے درمیان میں دوری پیدا کر دے مجھے اس کے کرنے کی طاقت نہ دے اور میرے لئے اس کے کرنے اور عملی جامہ پہنانے میں دشواری اور مشکل پیدا کر دے۔ واصرفنی عنہ اس میں قول فاصرفہ کی تاکید ہے کیونکہ انسان شر سے دور نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خود اس شر سے دور نہ کر دیا جائے۔ یہ بھی درست ہے کہ فاصرفہ سے یہ مراد لی جائے کہ مجھے اس کے کرنے کی قدرت نہ دی جائے اور اصرفنی عنہ سے مراد یہ ہوگی کہ میرے دل کو اس شر سے پھیر دے یہاں تک کہ دل بھی اس میں مشغول نہ رہے۔(۴۰)

قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ ان جملوں میں جس بات میں بھلائی نہ ہو تو اس سے پھیر دینے کے تمام پہلوؤں

کی کامل ترین طلب ہے۔اس میں صرف برائی کو پھیر دینے کی درخواست نہیں کی گئی بلکہ اگر دل بھی اس کے حاصل کرنے کا آرزومند رہے تو اس کے دل کو کبھی اطمینان نصیب نہیں ہو سکے گا۔ (۴۱)

اس حدیث میں اہل سنت کی یہ دلیل ہے کہ شر بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہے کیونکہ جب وہ خیر کی ایجاد پر قادر ہے تو اس کے پھیرنے پر بھی ضرور قادر ہے۔

(۱۸) قولہ ﷺ: رضنی بہ: مجھے راضی کردے اس کے ساتھ

رضنی کا فعل امر (مصدر) ترضیہ سے بنا ہے اور یہ کسی چیز کو راضی کردینے کو کہتے ہیں (۴۲)

بعض روایات میں ارضنی بہ آیت جوارضنا (راضی کرنے) سے ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ خدا مجھے شر دور ہو جانے اور خیر کے حاصل ہونے پر راضی کردے۔

قاضی شوکانیؒ فرماتے ہیں: جب انسان کیلئے خیر مقدر ہو جائے اور وہ اس پر راضی نہ ہو تو اس کی زندگی مکدر ہو جائے گی اور خدا کے فیصلے اور تقدیر پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے گناہ گار بھی ہوگا۔ حالانکہ جس پر وہ راضی نہیں ہوا وہ خیر ہی تھا۔ (۴۳)

رضنی بہ یا ارضنی بہ میں بہ (اس کے ساتھ) کی بجائے طبرانی کی معجم اوسط میں حدیث ابن مسعودؓ کے مطابق رضنی بقضائک (تو اپنے فیصلے پر مجھے راضی کردے) اور حدیث ابی ایوب انصاریؓ میں رضنی بقدرتک (اپنی قدرت ہی کیساتھ مجھے راضی کردے) کے الفاظ ہیں (۴۴) حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنی ایک حدیث میں رضنی بقدرتک (اپنی قضا و قدرت پر مجھے راضی کردے) کے الفاظ نقل کیے ہیں (۴۵)

(۱۹) ویسمی حاجتہ اور (استخارہ کرنے والا) نام لے اپنی ضرورت کا:

یہ حضور ﷺ کے فرمان یعنی حدیث قولی کا حصہ نہیں ہے بلکہ راوی کا قول ہے'یہ حاجت کا بیان کرنا دعا میں ھذا الامر کے مقام پر ہوگا۔ حرف مدعا زبان پر لانا چنداں ضروری نہیں پس دل میں استحضار اور نیت میں اس کام کو متعین کر لینا کافی ہوگا۔ (۴۶) امام قسطلانی کا خیال یہ ہے کہ دعا پڑھنے کے بعد زبان سے اپنی حاجت خدا کے سامنے بیان کرے یا دعا کے دوران دل میں اپنی حاجت کو متحضر کرے۔ (۴۷)

مصادر ومراجع

(۱) القرآن: "سورۃ یونس" آیت ۱۲۸

(۲) امام بخاری' محمد بن اسماعیل ۲۵۶ھ "الادب المفرد" المکتبۃ الاثریۃ' شیخوپورہ' س ن ص ۱۸۲' ۱۸۳.

امام بخاری' محمدبن اسماعیل ۲۵۶ھ " صحیح بخاری " دارالکتب العربیۃ' مصر ۱۹۷۷ء

۱. کتاب التہجد' باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی' ج ۳' ص ۴۸

۲. کتاب الدعوات' باب الدعا' عندالاستخارۃ' ج ۱۱' ص ۱۸۳

۳. کتاب التوحید ' باب قول الله تعالیٰ (قل هوالقادر) ج ۱۳ ص ۳۷۵

امام ابوداؤد' سلیمان بن الأشعث السجستانی ۲۷۵ھ : "سنن ابی داؤد" دارالفکر ' بیروت ۱۴۱۴ھ

کتاب الصلاۃ' باب فی الاستخارۃ' ج ۱ ص ۵۶۸

امام ترمذی ' محمد بن عیسیٰ الترمذی ۲۷۹ھ : "سنن ترمذی" دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ

کتاب الوتر' باب ماجاء فی صلاۃ الاستخارۃ ' ج ۲ ' ص ۵۰۶

امام نسائی ' احمد بن شعیب النسائی ۳۰۳ھ :"سنن نسائی" داراحیاء التراث العربی' بیروت س ن'

کتاب النکاح ' باب کیف الاستخارۃ ' ج ۶ ' ص ۸۰

امام ابن ماجہ' محمد بن یزید القزوینی ۲۷۵ھ: " سنن ابن ماجہ" داراحیاء التراث العربی ' بیروت ۱۳۹۵ھ

کتاب الاقامۃ ' باب صلاۃ الاستخارۃ' ج ص ۴۴۰

امام احمد بن حنبل' ابوعبدالله احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ۲۴۱ھ:"مسند امام احمد" المکتب الاسلامی ' بیروت ۱۳۸۹ھ ج ۳ ص ۳۴۴ .... ابن ابی شیبہ ' عبدالله بن محمد بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ : المصنف فی الاحادیث والآثار" دارالسلفیۃ ' ہند ۱۳۹۹ھ 'ج ۷ ص ۶۴

ابن ابی حاتم' عبدالرحمن بن محمد الرازی ابن ابی حاتم ۳۲۷ھ : الجرح والتعدیل" دائرۃ المعارف العثمانیہ' ہند ۱۲۷۱ھ ' ج ۵ ص ۲۹۵

امام بغوی ' حسین بن مسعود البغوی ۵۱۶ : " شرح السنۃ " المکتب الاسلامی ' بیروت ۱۴۰۳ھ' ج ۴ص ۱۵۳

محمد بن علان الشافعی: " الفتوحات الربانیۃ علی الأذکار النواویۃ" داراحیاء التراث العربی ' بیروت س ن' ج ۳'ص ۳۴۵ .... البیہقی' امام ابوبکر احمد بن حسین البہقی ۴۵۸ھ :"سنن الکبری" دائرہ المعارف النظامیہ ہند ۱۳۵۵ھ' ج ۳' ص ۵۳.

ابن عدی 'ابو احمد عبدالله بن عدی الجرجانی: "الکامل فی ضعفاء الرجال" دارالفکر 'بیروت س ن' ج۴'ص ۳۰۷

ابن حجر عسقلانی ' شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر الشافعی ۸۵۲ھ:تہذیب التہذیب" احیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۱۳ھ' ج۵ ص ۱۸۵

ابن قدامی ' شمس الدین ابن قدامی المقتدینی :" المغنی والشرح الکبیر" دارالکتاب العربی ' بیروت س ن' ج ۱ ص ۹۷

تقی الدین محمد بن احمد الفتومی الحنبلی : " منتهی الارادات" موئسسۃ الرسالۃ' بیروت ۱۴۱۹ھ: ج ۱ ص ۲۷۶

النووی' امام ابوزکریا محی الدین بن شرف النووی: "کتاب المجموع" داراحیاء التراث العربی' بیروت ۱۴۲۲ھ 'ج ۱ ص ۲۷۷ .... مولانا محمد ادریس کاندھلوی : "التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح" المکتبۃ العثمانیۃ لاھور س ن' ج ۲ س ۱۱۴ .... امیر علاؤ الدین علی بن بلبان الفارسی ۷۳۰ھ: "الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان" دارالکتب العلمیہ ' بیروت س ن 'ج ۲ ص ۱۲۳

(۳) فتح الباری ج ۱۱ ' ص ۱۵۶ (۴) "عمدۃ القاری" ج ۱۱ ص ۲۳

(۵) سنن ترمذی" ج ۱۰ ' ۵۸' "فتح الباری" ج ۲ص ۳۰۰

(۶) "عمدۃ القاری" ج ۷ ص ۲۲۳ (۷) مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۴۰۱' "نیل الاوطار" ج ۳ ص ۸۸

محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم مبارکپوری: " تحفۃ الأحوذی شرح جامع الترمذی" دارالکتاب العربی' بیروت س ن' ج ۲ ص ۵۰۶

(۸) "فتح الباری" ج ۷ ص ۱۸۵

(۹) "صحیح بخاری " ج ۱۱ ص ۵۶ ' "صحیح مسلم" ج ۴ ص ۹۹
(۱۰) الطحاوی، امام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی : " شرح معانی الآثار" انوار المحمدیہ، مصر ص ن ' ج ۱ ص ۲۶۲ (۱۱) ابن ابی جمرہ، امام العارف ابی محمد عبداللہ بن ابی جمرۃ الازدی الاندلسی: بھجۃ النفوس شرح مختصر صحیح بخاری" دارالجیل' بیروت ۱۹۷۲' ج ۲ ص ۸۷
(۱۲) "فتح الباری" ج ۱۱ ص ۱۸۴' عمدۃ القاری" ج ۷ ص ۲۲۳
(۱۳) راغب اصفھانی' ابی القاسم الحسین بن محمد بن المفضل ۵۰۲ھ :" المفردات فی غریب القرآن" دارالمعرفت' بیروت س ن ' ص ۲۰۱ (۱۴) "فتح الباری" ج ۱۱ ص ۱۵۴
(۱۵)شیخ احمد عبدالرحمن البنا الساعاتی "بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی" مصطفی البابی' مصر ۱۳۵۵ھ' ج ص ۴۶ (۱۶) "بھجۃ النفوس " ج ۲ ص ۸۸ (۱۷) "بھجۃ النفوس " ج ۲ ص ۸۸
(۱۸) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۶ (۱۹) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۶
(۲۰) "فتح الباری" ج ۱ س ۱۵۴ (۲۱) "نیل الاوطار" ج ۳ ص ۸۳
(۲۲) شیخ ابوالحسن عبیداللہ مبارکپوری: " مرعاۃ المفاتیح" نامی پریس لکھنؤ ' دھلی ۱۳۷۸' ج ۲ ص ۲۴۷
(۲۳) "نیل الاوطار" ج ۳' ص ۸۴ (۲۴) مرقاۃ المفاتیح" ج ۲ ۳ص ۲۰۶
(۲۵) امام شھاب الدین قسطلانی : ' ارشاد الساری" الامیریہ بولاق ' مصر س ن ' ج ۹ ' ص ۲۱۷
امام ابن العربی المالکی: " عارضۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی" دارالفکر' بیروت ۱۴۱۵ھ ' ج ۱ ص ۴۲۴
امام شمس الدین ' محمد بن یوسف کرمانی: " الکواکب الدراری شرح البخاری" البھیۃ المصریہ' مصر ۱۳۶۵ھ' ج ۵ ص ۲۱۰ "عمدۃ القاری " ج۷ ص ۲۲۴' (۲۶) القرآن "سورۃ ھود "آیت ۴۱
(۲۷) القرآن "سورۃ القصص " آیت ۱۷ (۲۸) القرآن " سورۃ البقرۃ " آیت ۲۱۶ .. "فتح الباری" ج ۱۱ ص ۱۸۶
(۲۹) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۶ .... " شرح کرمانی " ج ۵ ' ص ۲۱۰
(۳۰) شیخ خلیل احمد سہارنپوری: " بذل المجھود فی حل ابی داؤد " دارالمفکر بیروت س ن' ج ۷ص ۳۹۶
(۳۱) العقیلی' حافظ محمد بن عمرو العقیلی: "الضعفاء الکبیر" دارالکتب العلمیہ' بیروت س ن ' ج ۴' ص ۴۵۲
(۳۲) "عمدۃ القاری" ج ۷ ص ۲۲۵ (۳۳) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۷
(۳۴) " شرح الکرمانی" ج ۲۲ ص ۱۶۹ ... "فتح الباری " ج ۱۱ ' ص ۱۵۵
(۳۵) " شرح الکرمانی" ج ۲۲ ص ۱۷۰ (۳۶) "فتح الباری " ج ۱۱ ص ۱۵۵
(۳۷) "شرح الکرمانی" ج ۲۲ ص ۱۶۹ " ارشاد الساری" ج ۹ ص ۲۱۷
(۳۸) شیخ حسن شرنبلالی : مراقی الفلاح شرح نورا لایضاح" دارالکتب العربیہ ' مصر س ن ' ص ۷۳
(۳۹) "فتح الباری " ج ۱۱ ص ۱۸۶ (۴۰) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳' ص ۲۰۸
(۴۱) "نیل الاوطار' ج ۳' ص ۱۸۴ ..... "عارضۃ الاحوذی " ج ۱ ص ۴۲۵
(۴۲) "مرقاۃ المفاتیح " ج ۳ ص ۲۰۸ (۴۳) "نیل الاوطار" ج ۳ ص ۸۴
(۴۴) "فتح الباری" ج ۱ ص ۲۵۶ (۴۵) "مرقاۃ المفاتیح" ج ۳ ص ۲۰۹
(۴۷) " ارشاد الساری " ج ۹ ص ۲۱۷

جناب فیض الدین عثمانی

قرن اول میں خواتین اور طبی خدمات

(زیر تصنیف کتاب ''اسلام میں عورت کا معاشرتی وتمدنی مقام'' کا ایک باب)

صحت کی اہمیت وضرورت:

تندرستی ہزار نعمت ہے' یہ مقولہ بہت مشہور ہے اور اپنی جگہ درست بھی' صحت ایک خداداد نعمت ہے' خدا جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے' بالکل اسی طرح جیسے کسی کو مالدار بناتا ہے تو کسی کو فقیر وقلاش۔

''صحت بھی نعمت ہے'' اس بات کا احساس شاید کمزور اور صحت سے محروم لوگوں کو کچھ نہ کچھ زیادہ ہوتا ہے' مگر ایک صحت مند اور توانا انسان عام طور سے اس عظیم نعمت کی طرف سے غفلت میں پڑا رہتا ہے' اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة و الفراغ'' دو نعمتیں ایسی ہیں جس میں بہت سے لوگ فریب میں ہیں ایک صحت اور دوسرے فرصت (بخاری' کتاب الرقاق' باب الصحة والفراغ)

اسلامی ہدایات کی رو سے صحت وطاقت ایسی دولت ونعمت ہیں جن کے حصول کی فکر اور سعی دینی اعتبار سے مطلوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: المؤمن القوی خیر واحب الی اللہ من المؤمن الضعیف'' خداتعالیٰ کے نزدیک طاقتور مؤمن کمزور مؤمن سے بہتر ہے (لیکن) خیر اور بھلائی ہر ایک میں ہے۔ (مسلم۔ کتاب القدر۔ باب الایمان للقدر والاذعان لہ)

طب کی اہمیت:

انسانی ضروریات میں سے ایک بنیادی ضرورت علاج وطب بھی ہے۔ اسلام اس کا حکم دیتا ہے کہ طب وعلاج کے ذریعہ بیماریوں سے لڑا جائے۔ علاج معالجہ کرنا ہرگز توکل کے خلاف نہیں ہے۔

آنحضرتؐ کے پاس ایک اعرابی آیا' اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہم علاج کرائیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! علاج کراؤ اسلئے کہ اللہ نے جو بھی بیماری اتاری ہے اس کیلئے شفا بھی اتاری ہے۔ (مسند احمد ۴/۲۷۸)

انسانی خدمت:

طب ایک بڑی انسانی خدمت ہے' ایک ڈاکٹر انسانوں کا ہمدرد' غمخوار اور شفیق خادم ہوتا ہے' اگر وہ اپنا ہاتھ

اس خدمت سے روک لے تو نہ معلوم کتنے انسان تڑپیں گے' کراہیں گے' اور دم توڑ دیں گے۔

__طب قرن اول میں:__ آج سائنس نے طب کے میدان کو بڑا وسیع کر دیا ہے' اور بڑا ترقی یافتہ بنا دیا ہے۔ طب اتنا ترقی یافتہ کبھی نہیں رہا' جتنا آج ہے' پہلی صدی ہجری میں زیادہ ترقی یافتہ نہیں تھا لیکن ایسا بھی نہیں کہ بالکل عہدِ فولیت میں ہو' بلکہ جتنی بیماریاں اس وقت موجود تھیں ان سب کا علاج موجود تھا' پہلے بھی دو بیماریوں بڑھاپے اور موت علاج نہیں تھا اور آج بھی ان کا علاج نہیں ہے۔

خود آپ ﷺ کی ذات سے بہت سے علاج منقول ہیں جسے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے اور زمانہ جاہلیت سے جو علاج چلے آ رہے تھے انہیں بھی آپ ﷺ نے باقی رکھا۔

__طب اور خواتین:__ پہلی صدی میں مرد و خواتین دونوں دوا و علاج سے واقف تھے اور بیمار ہونے والوں کا علاج تجویز کرتے تھے لیکن حدیث و تاریخ اور عہد اول کے حالات کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس فن کو مردوں کی نسبت عورتوں نے زیادہ اپنایا تھا' اس فن میں وہ مردوں سے کہیں فائق نظر آتی ہیں حتیٰ کہ جنگوں میں زخمیوں کی مرہم پٹی انکی دیکھ ریکھ کا کام خواتین ہی انجام دیتی تھیں۔

لیلیٰ الغفاریہ بیان کرتی ہیں: کنت اغزو مع النبی ﷺ فاداوی الجرحی واقوم علی المرضی " میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کرتی تو زخمیوں کا علاج کرتی اور مریضوں کی نگہداشت کرتی تھی۔ (الاصابۃ۔۴۔صفحہ ۱۸۳)

اس طرح کی خدمت کا تذکرہ ام ایمن کے بارے میں بھی ملتا ہے' اصابۃ میں ہے:

حضرت ام ایمن احدا و کانت تسقی الماء وتداوی الجرحیٰ و شھدت خیبر" ام ایمن جنگ احد میں شریک ہوئیں' پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں تھیں نیز انہوں نے جنگ خیبر میں بھی شرکت کی تھی' (الاصابۃ ۴۷۔صحابیات نمبر ۱۱۳۹)

اسی طرح ایک اور خاتون ام سلیم بنت ملحان طب سے واقف تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں' ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا ہے: شھدت یوم حنین .... وشھدت قبل ذلک یوم احد تسقی العطشی وتداوی الجرحی " ام سلیم جنگ حنین میں شریک ہوئیں اس سے قبل انہوں نے احد میں شرکت کی تھی وہ پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ (طبقات۔۴۲۵/۸)

حمنہ بنت جحش بھی اسی طرح طبی خدمت انجام دیتی تھیں' ابوعمر بیان کرتے ہیں:

"وشھدت احدا فکانت تسقی العطشی وتحمل الجرحی وتداویھم"

احد میں شریک ہوئیں' وہ پیاسوں کو سیراب کرتیں' زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر لاتیں اور ان کا علاج

کرتیں۔(الاصابۃ'۴ص'۵۴)

ابن سعد نے ام عمارہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے فرزند کا بیان ہے:

"معها عصائب في حقويها قد اعدتها للجراح فربطت جرحي"

ان کے پاس پٹیاں تھیں' جو زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے انہوں نے تیار کر رکھی تھیں چنانچہ انہوں نے میرے زخم پر بھی ایک پٹی باندھ دی۔(طبقات ابن سعد'۸/۳۰۱)

اسی طرح ایک اور خاتون (ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا' بخاری میں ان کا نام مذکور نہیں ہے اور بخاری کی شرح فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے: لم أقف علي تسميتها' میں ان کا نام نہ جان سکا) ہیں جنہوں نے چھ غزوات میں شرکت کی تھی' ان کا کام بھی زخمیوں کی مرہم پٹی اور نرسنگ ہوا کرتا تھا' بخاری میں روایت موجود ہے:

کنانداوی الکلمی ونقوم علی المرضی۔ ہم زخمیوں کی مرہم پٹی اور مریضوں کی دیکھ ریکھ اور ان کا علاج کرتی تھیں۔(بخاری' کتاب الحیض' باب شہود الحائض العیدین)

ربیع بنت معوذ بھی کچھ اسی طرح کی خدمت انجام دیتی تھیں' وہ خود بیان کرتی ہیں:

کنا نغزو مع النبی ﷺ فنسقی القوم ونخدمهم ونرد القتلی والجرحی الی المدینة" ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتی تھیں اور ہم مجاہدین کو پانی پلاتیں' ان کی خدمت کرتیں' شہید ہونے والوں اور زخمیوں کو مدینہ منتقل کرتیں۔(بخاری' کتاب الجہاد' باب رد النساء الجرحی والقتلی)

جنگ خیبر کے موقع پر رسول خدا ﷺ کے روانہ ہونے سے قبل قبیلہ غفار کی چند خواتین حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

انا نرید یا رسول اللہ ان نخرج معک الی وجهک هذا افنداوی الجرحی ونعین المسلمین بما استطعنا۔

اس مبارک مقصد کیلئے ہم بھی آپؐ کے ساتھ چلنا چاہتی ہیں تا کہ زخمیوں کا علاج کریں اور جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی مدد کریں۔(ابن سعد۔۸ص'۲۱۴)

اس طرح کی طبی خدمات میں صرف خواتین ہی نظر آتی ہیں' مرد کہیں دکھائی نہیں دیتے' وہ دشمن کا مقابلہ کرتے تھے' جنگ احد میں حضور ﷺ زخمی ہوئے کسی طرح خون رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ آخر کار ایک خاتون (حضرت فاطمہؓ) کے علاج سے ہی وہ خون رک سکا۔

یہ خواتین صرف ایک دو جنگوں میں نہیں بلکہ اکثر جنگوں میں نظر آتی ہیں' مسلمان فوج میں قلت کا بھی مسئلہ نہیں ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ حجاب کا حکم آنے سے پہلے یہی خواتین جنگوں میں طبی خدمات انجام دیتی ہوں' احکام حجاب کے نزول کے بعد بھی خواتین کی ایک تعداد اس خدمت کو انجام دیتی نظر آتی ہیں۔

جنگ خندق میں حضرت سعد بن معاذ زخمی ہوئے ان کے علاج کے لئے آپ ﷺ نے کسی مرد کا انتخاب نہیں فرمایا بلکہ ایک خاتون کو متعین فرمایا۔ جن کا نام ''سیر اعلام النبلاء'' میں رفیدہ اور ''طبقات ابن سعد'' میں کعیبہ ہے۔ ان خاتون کے لئے آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں خیمہ لگوایا تھا اور حضرت سعد بن معاذ کو اس میں منتقل کردیا تھا تاکہ علاج اچھی طرح ہوسکے۔

لما اصیب اکحل سعد، فثقل، حولوہ عند امراۃ یقال لھا رفیدۃ

جب حضرت سعد بن معاذ کی اکحل (نامی) رگ میں زخم لگا اور ان کی حالت بگڑنے لگی تو اس وقت لوگوں نے انہیں رفیدہ نامی خاتون کے یہاں منتقل کردیا۔ (سیر اعلام النبلاء۔ ج ا،ص ۲۸۷، الطبقات۔ ۸/۲۱۳۔۲۱۴)

جنگ خندق سے پہلے حکم حجاب اتر چکا ہے، اور حضرت سعد بن معاذ کا علاج رفیدہ نامی خاتون نے جنگ خندق میں زخمی ہونے پر کیا ہے۔

احکام حجاب کے بعد ام عطیہؓ کا واقعہ بھی صحیح مسلم میں ملتا ہے، وہ خود بیان کرتی ہیں:

غزوت مع رسول اللہ ﷺ سبع غزوات و اخلفھم فی رحالھم فاصنع لھم الطعام و اداوی الجرحی و اقوم علی المرضی''

ترجمہ اور حوالہ ''دفاعی خدمات'' کے تحت آچکا ہے۔

انہوں نے سات غزوات میں شرکت کی ہے ظاہر ہے کہ سات غزوات میں غزوۂ خندق اور غزوۂ خیبر وغیرہ ضرور شامل ہوں گے، اور یہ غزوات حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد ہوئے ہیں۔ حضرت ام ایمن بھی ان خواتین میں سے ہیں جنھیں نے جنگ خیبر میں شرکت کی تھی۔ (طبقات)

اسی طرح حجاب کا حکم اترنے کے بہت بعد جنگ حنین میں ام سلیم بنت ملحان نے طبی خدمت انجام دی تھی۔ (ابن سعد۔ ۸/۴۲۵)

حجاب کا حکم اترنے کے بعد جنگوں میں طبی خدمات انجام دینے کے لئے محض ایک دو عورتیں شریک نہیں ہوئیں بلکہ خواتین کی جماعت کی جماعت نظر آتی ہے۔ چنانچہ خیبر کے موقع پر کئی عورتیں موجود تھیں۔

وقد شھد خیبر مع رسول اللہ نساء من نساء المسلمین۔ خیبر میں حضورؐ کے ساتھ مسلمان خواتین میں سے بہت سی خواتین شریک ہوئیں۔ (ابن ہشام ج ۳رص ۳۹۵)

ام زیاد بھی پانچ خواتین کے ساتھ دوا، ستو وغیرہ لے کر جنگ خیبر میں گئی تھیں، ابوداؤدؒ نے ایک روایت ذکر کی ہے، جس میں وہ آنحضرتؐ سے یوں عرض کرتی ہیں: معنا دواء للجرحی ونناول السھام ونسقی السویق'' ام زیادؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے پاس دوا ہے ہم تیر اندازوں کو تیر فراہم کریں گے۔ اور مجاہدین کو ستو گھول

کر پلائیں گے۔(ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المرأة والعبد یخدمان)

زخمیوں کی مرہم پٹی اور علاج ومعالجہ ہی کے لئے امیہ بنت قیس چند خواتین کے ساتھ جنگ خیبر میں شریک ہوئیں۔(ابن سعد ۸/۲۱۴)

جنگ خیبر ہی میں چند اور خواتین سلمہؓ زوجہ ابورافع' ام عامر' ام خلاء اور کعیبہ بنت سعد کا تذکرہ ملتا ہے۔ جنہیں بالترتیب الاستیعاب اور طبقات ابن سعد۔۸ص ۲۳۴۔ص ۳۳۶۔ص ۲۱۳ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

ام سنان اسلمیہ بھی ان چند خواتین میں سے ہیں جنہوں نے جنگ خیبر میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور مریضوں کے علاج کے لئے شرکت کی تھی۔(طبقات ابن سعد۔۸/۲۹۲) یوں تو عرب کا سب سے بڑا طبیب حارث بن کلدہ مانا جاتا تھا لیکن حضرت عروہؓ کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے زیادہ طب سے واقف کسی کو نہیں پایا۔ وہ کہتے ہیں کہ:

"یا امتاہ لا اعجب من فقھک' اقول: زوجة نبی الله و ابنة ابی بکر۔ ولا اعجب من علمک بالشعر و ایام الناسک اقول' ابنة ابی بکر و کان اعلم الناس ولکن اعجب من علمک بالطب کیف ھو؟ ومن این ھو؟ اوما ھو؟ قال: فضربت علی منکبیہ' وقالت: ای عروة ان رسول الله ﷺ یسقم عند اخر عمرہ' اوفی اخر عمرہ۔ وکان تقدم علیہ وفود العرب من کل وجہ' فتنعت لہ الانعات' وکنت اعالجہالہ' فمن ثم.

اے ماں! آپ کی فقہی واقفیت پر مجھے تعجب نہیں ہے' اس لئے کہ میں جانتا ہوں آپ اللہ کے رسولؐ کی اہلیہ اور حضرت ابوبکر کی صاحبزادی ہیں اور نہ ہی مجھے آپ کی شعر دانی اور زمانہ جاہلیت کی جنگوں کے حالات سے واقفیت پر تعجب ہوتا ہے اس لئے کہ آپ ابوبکر کی بیٹی ہیں اور وہ جاہلی تاریخ اور عربی شعر سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ لیکن مجھے آپ کی فن طب سے واقفیت پر حیرت ہے' میں سوچتا ہوں کہ یہ آپ کو کہاں سے ملی۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے ان کے کندھوں پر شفقت سے ہلکی سی ضرب لگائی اور کہا: عروہ! رسول خدا ﷺ آخر عمر میں بیمار ہوتے رہتے تھے' یہ وہ زمانہ تھا جب ہر طرف سے عرب قبائل کے وفد آتے اور وہ (اپنے اپنے علاقوں) کے مجرب نسخے آپؐ کے لئے بتاتے تھے' میں آپ ﷺ کے لئے یہ نسخے تیار کرتی تھی' یہیں سے مجھے طب سے واقفیت ہوگئی۔(مسند احمد۔۲۔۶۷)

<u>اجنبی مرد کا علاج:</u> کیا مسلم خاتون کسی اجنبی مرد کا علاج کرسکتی ہے؟ اگر حدیث اور فقہ کی کتابوں پر نظر ڈالی جائے تو اس بات کی گنجائش نکلتی ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کا علاج کرسکتی ہیں چنانچہ گزشتہ صفحات میں ہم نے دیکھ لیا کہ کئی جنگوں میں خواتین نے مردوں کو پٹی باندھی' مرہم لگایا اور ان کی تیمارداری کی' یہاں تک کہ جنگ خندق میں جب حضرت سعد بن معاذؓ زخمی ہوئے تو انہیں علاج کیلئے حضرت رفیدہؓ کے ڈیمہ میں منتقل کردیا اور اس خیمہ کو خود آپ ﷺ ہی

نے اپنی مسجد میں لگوایا تھا' یہ خواتین محرم اور نامحرم دونوں کا علاج کرتی تھیں' علماء نے اس کی وضاحت کی ہے' حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ویجوز لکل واحد منهما ۔ای الرجل والمرأۃ الأجنبیان۔ ان ینظر الی بدن الاخر اذا کان طبیبا واراد مداواته لانه موضع ضرورۃ' فزال تحریم النظر لذلک۔ "اجنبی مرد' عورت میں سے ہر ایک کیلئے روا ہے کہ وہ دوسرے کا بدن دیکھے' جبکہ وہ طبیب ہو اور دوا علاج کا ارادہ رکھتا ہو' اسلئے کہ یہ ضرورت کا موقع ہے لہذا پہلے جو دیکھنے کی حرمت تھی' وہ اب ضرورت کی وجہ سے ختم ہوگئی (یعنی اب ضرورت بھر بدن دیکھنے کی اجازت ہوگئی' اس سے زیادہ دیکھنا اب بھی حرام ہوگا) (فتح الباری ۹ر۳۴۷)

فقہ وفتاوی کی کتابوں میں اس کی صراحت ہے۔ "شرح المنتہیٰ" میں مسلک حنبلی نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ولطبيب ومن يلى خدمة مريض ولو انثى فى وضوء واستنجاء نظر ومس" طبیب کیلئے' اسی طرح اس شخص کے لئے جو کسی خاتون مریض کے وضو اور استنجا کرانے کی خدمت پر مامور ہو بدن دیکھنا اور چھونا جائز ہے۔ (شرح المنتہی۔ج ۳ صفحہ ۸۔۹)

لیکن موجودہ دور میں فساد حد سے بڑھا ہوا ہے' جنسی ہیجان انگیزی نے سارے بند توڑ ڈالے ہیں' شیطانی ایجنسیوں نے جنسی بے راہ روی کا ایسا طوفان کھڑا کر دیا ہے۔ کہ کیا بوڑھا کیا بچا اور کیا جوان کیا بزرگ سب کسی نہ کسی درجہ میں اس کی زد میں ہیں' اس لئے باوجود اس بات کے اعتراف کے باوجود اس فتنہ زدہ زمانے میں اس کی اجازت دیتے ہوئے اس اصولی شرط پر بڑی تاکید کی ضرورت ہے کہ یہ اجازت صرف اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ اخلاقی فتنوں میں ملوث ہونے کا خطرہ نہ ہو' اسی طرح عورت کے لئے کسی مرد کے علاج کرنے کی اجازت دیتے وقت بھی یہ شرط بہر حال ہوگی کہ ان دونوں یا دونوں میں سے کسی کے اخلاقی فتنوں میں ملوث ہونے کا خطرہ نہ ہو' یہاں کسی طرح موجودہ زمانے کے فساد زدہ ماحول' فتنوں سے لبریز معاشروں کے حال کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا' مغربی تہذیب کی یلغار اور میڈیا کی خباثت نے دلوں کو ایسا گندہ اور دماغوں کو ایسا پراگندہ کر دیا ہے' ہزار احتیاطوں کے باوجود قبائے دین وحیا تار تار ہوئے جارہی ہے' اس لئے موجودہ حالات میں بظاہر اس رائے کی طرف رجحان ہوتا ہے کہ بغیر مجبوری کے مرد کسی عورت کا اور عورت کسی مرد کا علاج نہ کرے۔

مسجد میں عورتوں کا جانا عہد نبوی کی ایک سنت تھی' مسجد کی فضا اور ذکر و نماز کے ماحول میں پاکیزگی ہی پاکیزگی ہوتی ہے' مزید برآں مردوں اور عورتوں کی صفیں الگ' پھر بھی علمائے کرام نے صدیوں پہلے کے ماحول کی خرابی کی بناء پر مسجد میں عورتوں کے آنے کو پسند نہیں کیا تھا' نماز اور مسجد میں تو علیحدگی کے مذکورہ انتظامات تھے' مگر علاج میں ابتداء ہی ہاتھ پکڑ کر نبض دیکھنے سے ہوتی ہے' کتنے چیک اپ اور X-Rays بالکل تنہائی میں ہوتے ہیں' اور اب آئے دن حادثات بھی ہونے لگے ہیں جو سب کی نظروں میں ہیں پھر عورت کو مرد کا یا مرد کو کسی اجنبی عورت کے علاج کی

گنجائش دیتے وقت بہت سوچنے کی ضرورت ہے' ہاں اگر مجبوری ہوتو اسلامی شریعت میں کسی طرح کی تنگی نہیں ہے۔

مسلم خاتون ڈاکٹر ایک ناگزیر ضرورت: خاتون ڈاکٹر کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے' مسلم معاشرہ میں خاتون ڈاکٹر کی اتنی تعداد ہونا ضروری ہے' جہاں مسلمان عورتیں بیمار ہونے پر ہر طرح سے علاج کراسکیں اور اگر ایسا نہیں ہے یعنی مسلم معاشرہ میں ایک بھی خاتون ڈاکٹر نہیں ہے یا ان کی تعداد اتنی کم ہے کہ ضرورت پوری نہیں ہو پا رہی ہے' تو سارے مسلمان اس فرض کفایہ کے چھوڑنے کی وجہ سے گناہ میں شریک ہوں گے۔

مسلمانوں کے ذمے لازم ہے کہ اتنی تعداد میں مسلم خاتون ڈاکٹر تیار کریں جن سے مسلم معاشرہ کی خواتین کی ضرورت پوری ہوسکے۔ ہمارے علم میں کوئی ایسا Medical College نہیں ہے جہاں Co-education نہ ہو۔حتیٰ کہ مسلم ممالک میں بھی اس کا اہتمام بہت کم ہے کہ وہاں مخلوط تعلیم نہ ہو۔

ایسے میں سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ ایک مسلم خاتون جو ڈاکٹر بننا چاہتی ہے اسے اختلاط کے زینہ سے ہوکر گزرنا پڑتا ہے' ایک لمبی مدت لڑکے اور لڑکیاں ساتھ ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں جس کے نتائج ہم سب کے سامنے ہیں اور اس کی اسلام میں بالکل گنجائش نہیں ہے لیکن بہرصورت مسلمان اور فرض کفایہ کے مسلسل تارک ہیں لہذا مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ ایسے Medical Colleges قائم کریں جہاں صرف لڑکیاں پڑھیں اور لڑکے نہ ہوں تاکہ مسلم معاشرہ کو جس قدر خاتون ڈاکٹرز کی ضرورت ہے وہ پوری ہوسکے اور مسلمان عورتیں مردوں کے پاس نہ جاکر خواتین سے ہی علاج کراسکیں۔

البتہ جب تک لڑکیوں کے لئے الگ میڈیکل کالجز قائم نہیں ہو پاتے اس وقت تک مسلم لڑکیاں کیا کریں؟ Medical Colleges میں جاکر مخلوط تعلیم حاصل کریں یا انتظار کریں؟ اور انتظار کریں؟ تو کب تک انتظار کرتی رہیں جبکہ یہ فریضہ مسلم معاشرہ کے ذمہ ہے؟ یہ ایک بڑا نازک سوال ہے۔

ایک ناقص مشورہ: بہت سی اللہ کی بندیاں ہیں جن کے ایمان میں کچھ پختگی ہے کہ وہ پردہ کا خیال رکھتی ہیں' جب وہ باہر نکلتی ہیں تو کسی محرم کے ہمراہ نکلتی ہیں اور اختلاط سے بھی بچنے کی کوشش کرتی ہیں' ایسی بہنوں کے لئے ہمارا حقیر مشورہ یہ ہے کہ وہ کسی مخلوط تعلیم والے Medical College کا قصد نہ کریں اور ڈاکٹر بننے کی کوشش نہ کریں' بلکہ اپنے گھر کو بنانے سنوارنے میں لگیں' البتہ اپنی ان بہنوں کو جو فساد زمانہ یا ضعف ایمان کے سبب یا کسی اور وجہ سے پردہ کا خیال نہیں رکھ پاتی ہیں' بے محرم سفر بھی کرلیتی ہیں' University میں جاکر مخلوط تعلیم بھی حاصل کرتی ہیں اور بازاروں میں جاکر اپنی ضروریات پوری کرتی ہیں' مسلم معاشرے کی یہ ضرورت پوری کرتی ہیں' مسلم معاشرے کی یہ ضرورت ایسی عورتوں سے پوری ہوسکتی ہے' اور ہماری ملت میں اس طبقے کی تعداد بہت بڑی ہے' اس لئے اس ملی وقومی ضرورت کے تحت کسی باپردہ اور شریعت کی پابند بہن کو یہ اجازت دینے کی ضرورت نہیں کہ وہ شریعت کی ان پابندیوں کو نظرانداز کرے۔

حالات اور مجبوریوں کو سامنے رکھ کر بعض وقت دینی اعتبار سے کمزور لوگوں اور طبقوں کی شریعت کی خلاف ورزیوں کو انگیز کرنا پڑتا ہے۔ اور ایک طرح کی رخصت دینی پڑتی ہے' رخصت کا مطلب ناجائز کو جائز کردیا یا حرام کو حلال بنانا نہیں ہوتا ہے بلکہ اشخاص اور زمانے کے مخصوص حالات کی وجہ سے کچھ گنجائش پیدا کرلینا ہے' اس کی ایک بڑی بصیرت افروز مثال ہم کو سیرت نبویہ میں ملتی ہے' چنانچہ جب وفد ثقیف حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بیعت کرتے وقت اس نے باقاعدہ یہ شرط رکھی کہ نہ وہ زکوٰۃ دیں گے اور نہ ہی جہاد کریں گے تو حضورﷺ نے اس شرط کو ماننے سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ خاموشی اختیار فرمائی اور بعد میں ارشاد فرمایا: جب یہ اچھی طرح مسلمان ہوجائیں گے تو زکوٰۃ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔

عن وهب قال سالت جابراً عن شأن ثقيف اذا بايعت قال اشترطت على النبي ﷺ ان لا صدقة عليها ولا جهاد وانه سمع النبي ﷺ بعد ذلك يقول سيصدقون ويجاهدون اذا اسلموا.

"حضرت وهب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابرؓ سے قبیلہ ثقیف کی بیعت کا واقعہ دریافت کیا' انہوں نے بتایا کہ قبیلہ ثقیف نے (بیعت کے وقت) حضورﷺ سے شرط رکھی کہ نہ تو وہ زکوٰۃ دیں گے اور نہ ہی جہاد کریں گے' اس کے بعد میں نے اللہ کے رسولﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب وہ اچھی طرح اسلام میں داخلہ وجائیں گے تو زکوٰۃ بھی دیں گے اور جہاد میں شریک ہونگے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الخراج والامارۃ۔ باب ماجاء فی خبر الطائف)

ایک دوسری روایت میں آپﷺ نے قبیلہ ثقیف کو صاف لفظوں میں اس بات کی اجازت (رخصت) دی ہے کہ وہ جہاد پر نہ جائیں اور زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ نہ دیں' البتہ نماز کے سلسلہ میں رخصت نہیں دی جیسا کہ ابوداؤدؒ نے نقل کیا ہے: ان وفد ثقيف لما قدموا على رسول الله ﷺ انزلهم المسجد ليكون ارق لقلوبهم فاشترطوا عليه ان لايحشروا ولا يعشروا ولا يجبوا فقال رسول الله ﷺ لكم ان لا تحشروا ولا تعشروا ولا خير في دين ليس فيه ركوع"

جب وفد ثقیف حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپﷺ نے اسے مسجد میں ٹھہرایا تاکہ یہ ان کے دلوں میں خوب تری اور رقت پیدا کردے' ان لوگوں نے آپﷺ سے یہ شرط رکھی کہ انہیں جہاد میں نہ بلایا جائے اور عشر (پیداوار کا دسواں حصہ زکوٰۃ) نہ لیا جائے اور نہ ان سے ٹیکس وصول کیا جائے تو آپﷺ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے کہ جہاد میں نہ بلایا جائے اور نہ عشر لیا جائے البتہ اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ (حوالہ سابق)

بہرحال یہ بس ایک طالب علمانہ رائے اور تجویز ہے۔ (بشکریہ الفرقان لکھنؤ)

جناب انجم اقبال، مکہ مکرمہ

ڈی این اے
تخلیق الٰہی کا ادنیٰ کرشمہ

DNA کی معلومات تک پہنچنا سائنس کی تاریخ کا بڑا اہم سنگ میل ہے۔مادے (Material) پر مبنی کائنات کی تعبیر جو جدید دور کا اہم حصہ بن گئی تھی اب جدید دور کے بعد الجدیدیا Post Modern دور میں خود سائنس کے ذریعے اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے۔انجام کار وہ سائنس جو خدا کی منکر ہوگئی تھی اب خدا کا اقرار کیا چاہتی ہے ۔دنیائے سائنس نے مان لیا ہے کہ چارلس ڈارون Charles Darwin کے تصور ارتقا نے انسانیت کے ۱۵۰ سال خراب کیے ہیں۔اس تصور کے تحت، بے جان، ایٹموں (Atoms) نے کسی مبہم طریقے سے اپنے آپ کو اس طرح استوار کرلیا کہ وقت گزرتے یہ ایٹم زندگی کی متعدد قسموں کو اختیار کرتے گئے اور جاندار شکلیں دھارتے گئے اور آخر کار بندر کی شکل دھارتے ہوئے انسان کے وجود کا باعث ہوگئے۔قدیم ترین تہذیبوں گریک میں سقراط سے پہلے اور مصر اور sumeria یا بابل لون میں بھی انسانوں کی زندگی کو تغیر پذیر تو ہم پرستانہ منزلوں (Stages) میں تقسیم کیا گیا تھا۔

اس سے پہلے کہ DNA کی تفصیل بتائی جائے کہ اس دریافت نے کس طرح خدا کے قریب ہونے کا راستہ ہموار کیا ہے ہم یہ بتاتے چلیں کہ ۱۹ ویں صدی میں تین بڑی طاقتور آوازیں گونجتی رہی ہیں جس میں سے ہر آواز کے لاکھوں پیروکار پیدا ہوئے۔

ان میں ایک آواز کارل مارکس (Marx) کی تھی جس نے تمام دنیا کے محنت کشوں اور کاریگروں کو یکجہتی کا پیغام دیا۔اس کے تصورات اتنے جامع قرار پائے کہ تاریخ، معاشیات ومالیات، سیاست، سماج اور سوسائٹی کے مکمل احاطے کے ساتھ علم ودانش کی بے اندازہ شقوں کو متاثر کرگئے۔یہ انقلاب برپا کرنے اور اپنی دنیا آپ تبدیل کرنے والے خیالات تھے جو اپنی ابتدائی شکل میں ۱۹۴۸ء میں Communist Manifesto کی شکل میں سامنے آئے ۔یہ مادہ پرست پس منظر میں صرف دولت تقسیم کی پر سماج کی تعمیر کا وہ خواب تھا جس کی تعبیر روس میں بڑے پیمانے پر آزمائی گئی۔روئے زمین پر اس تصور کے کروڑوں پیروکار پیدا ہوئے اور اس کی ہمنوائی میں زندگی کی تمام تعبیر پھر سے کی جانے لگی، لاتعداد خداشناس علمی عنوانات: روشن خیالی، ترقی پسندی، آزادی خیال، عورتوں کے حقوق جیسے سینکڑوں خوبصورت الفاظ تراشے گئے جو عام آدمی کو خوش کرنے اور ایک معیاری انصاف پسند دنیا بنانے کا ولولہ انگیز طوفان تھا جو

بڑے بڑوں کو بہالے گیا۔ روس کے خاتمے کے ساتھ یہ اپنے انجام کو پہنچا اس کے تمام ہمنوا اور پیروکار اپنے اپنے بلوں میں واپس جانے کے راستے تلاش کرنے پر مجبور ہو گئے۔

دوسری آواز فرائڈ (Sigmund Freud) کی تھی جو ۱۸۸۲ء میں شعور اور تحت الشعور کی بحث کے ساتھ ابھری۔ اس نے تجربات سے ثابت کیا کہ بھولی ہوئی یادیں اور تجربات تحت الشعور میں محفوظ ہو جاتے ہیں اور ان کو واپس یاد دلایا جاسکتا ہے۔ ان تجربات کو کرنے کے لیے اس نے Psychoanalysis کا وہ تجرباتی طریقہ پیش کیا کہ رومانی دنیا کے انسانی ذہن کیلیے اور لامحدود وسعتوں تک ترقی کر سکنے کے امکانات وا کردئے۔ یورپ، امریکہ اور دنیا بھر میں Psychoanalysis نئی تجربہ گاہیں کھل گئیں ،فرائڈ کی سب سے زیادہ مشہور تشریح اس کا Libido نظریہ تھا جس کے لاتعداد ہمنوا اور بے انداز مخالفین بھی سارے عالم میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ Libido نظریہ کے تحت انسان اپنی تمام نشوونما میں جب پیدا ہوتے ہی ماں کا دودھ مانگتا ہے اور موت کی آخری ہچکی تک ایک جنسی تسکین کا متمنی رہتا ہے۔ Sexual لذت کی کمی اور زیادتی کے تجربات کے تحت ہی انسان کی تمام جسمانی، ذہنی، دماغی، عملی اور دانشمندی کی کارفرمائیں وجود پاتی ہیں۔ اس نظریہ کو انسان کے تمام اوامر زندگی پر محیط کرنے کی کوشش عالمی پیانے پر کی گئی، یہ Narcissism یا خود پرستی تھی، یعنی وہ نفسی کیفیت جس میں انسان اپنی ہی ذات کا کامل اور خود اپنے ہی عشق ذات میں محو رہنا کافی سمجھتا ہے۔ اپنی جسمانی لذتوں کے پانے میں گم ہو جانے اور اسی کو مرکز حیات اور مقصد کائنات سمجھنے اور سمجھانے والوں کی ایسی شدید گونج تھی جو مختلف ناموں سے ۱۹ویں صدی میں اٹھی اور پوری بیسویں صدی میں گونجتی رہی اور ۲۱ویں صدی کے آتے آتے غلط اور بے بنیاد ثابت کردی گئی۔

تیسری آواز ڈاروِن کی تھی جس نے انسان کو بندر کا رشتے دار بتایا اور فلسفہ ارتقا کے دیوانے گھر گھر نظر آنے لگے ۲۰۰۰ء میں یہ ثابت ہوا کہ جب روشنی کی رفتار کو کئی گنا بڑھایا گیا تو اس تجربے کے دوران سائنسدان یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس تجربے میں تاثیر (Effect) اس کے سبب (Cause) سے پہلے ہوئی۔ ایک اخبار نے لکھا کہ یہ ثابت ہوا ہے کہ کسی سبب سے پہلے اس کی تاثیر کا ہونا ممکن ہے۔ اب تک خیال تھا کہ کسی بھی Effect یعنی اثر، انجام، نتیجہ یا حاصل کو پانا اس کے Cause یعنی سبب، وجہ یا علت کے ہونے کے بعد ہی ممکن ہے۔ یہ تجربہ ثابت کرتا ہے کہ کسی Event اور واقعہ کی انتہا اس کی ابتداء سے پہلے بھی ممکن ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ واقعہ خود اپنے آپ میں ایک Creation ہے۔ یہ کسی دوسرے واقعہ کا ردعمل نہیں ہے۔ اب جو کہا جاتا رہا ہے کہ ہر عمل کسی عمل کا ردعمل ہے یا یہ کہ There is reaction to every action ، یہ غلط ثابت ہوتا ہے۔ 25/جون 2000 کو یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک قدیم چڑیا کا فوسل Fossil جو لاکھوں سال بعد دریافت ہوا وہ بھی چڑیا ہی تھا یعنی لاکھوں سال پہلے سے اب تک اس چڑیا میں کوئی Evolution ارتقا نہیں ہوا۔ آج کی چڑیا بھی بالکل وہی چڑیا ہے، جو لاکھوں سال پہلے تھی۔ یہ

ظاہر کرتا ہے کہ ارتقا کا عمل اس چڑیا میں لاکھوں سال گزرنے کے بعد بھی نہیں ہوا۔ ابھی 2001 میں انسانی جینوم Genome پراجیکٹ مکمل ہوا ہے جس میں زندگی کے حیاتیاتی میک اپ Biological Makeup کا مکمل نقشہ تیار کیا گیا جو اس صدی کا بڑا سائنسی کارنامہ ہے۔ اس پراجیکٹ کے نتیجے میں یہ بات اور واضح ہو گئی ہے کہ خدا کی تخلیق جو انسان کی شکل میں ودیعت کی گئی ہے وہ زندہ اشیا میں سب سے عظیم تخلیق ہے، ماہرین ارتقا کوشش کر رہے ہیں کہ انسانی جین Gene اور جانوروں کے جین میں مشابہت کی افواہ پھیلا کر کچھ مواد اپنے مطلب کا نکالنے میں کامیاب ہو جائیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ دانشوروں اور سائنسدانوں کی بڑی تعداد Creationist ہوتی جارہی ہے۔ جن کا یہ اعتراف ہے کہ دنیا کسی عظیم قوت کی قوتِ تخلیق سے وجود میں آئی ہے۔ بتدریج ترقی کے مراحل سے گزرتی ہوئی اپنی موجودہ حالت کو نہیں پہنچی ہے۔ آئندہ مختصر تفصیلات جو بیان ہوں گی ان کی روشنی میں آپ خود اندازہ لگا سکیں گے کہ خدا ناشناس سائنس اب اپنے اختتام کو پہنچنے والی ہے اور ۲۱ ویں صدی انسان کو اپنے کھوئے خدا سے پھر ملا دے گی۔

DNA زندگی کا کوڈ

DNA میں موجود فرمان الٰہی جب سائنس کی سمجھ میں آنے لگا تو سب سے پہلے یہ مانا جانے لگا کہ زندہ اشیاء ایسی مکمل اور پیچیدہ ترتیب و ترکیب کا مرکب ہیں کہ یہ حادثاتی طور پر کسی اتفاق کے تحت وجود میں نہیں آسکتیں جب تک یہ کسی بڑے ماہر اور قادر مطلق بنانے والے کی کارگزاری نہ کہی جائے، اگر کسی مقام پر اینٹ پتھر، گارا، مٹی، قالین، ایئر کنڈیشنر، TV اور ریفریجریٹر اور تمام رہائشی سامان موجود ہو اور پھر اچانک ایک حادثہ یا اتفاق واقعہ ایسا ہو جائے کہ یہ سب مل کر بادشاہ سلامت کا محل بن کر ابھر آئے۔ یہ جادو کی کہانی تو ہو سکتی ہے ایک سائنسی حقیقت کبھی نہیں ہو سکتی۔ اب DNA میں چھپے ہوئے تین بلین ($3x10^9$) یا ۳ ارب Chemical حروف کو Decode کرنا اور انسانی DNA میں موجود ۸۵% ڈاٹا صحیح ترتیب و سلسلے Sequence میں لانا ممکن ہوگا۔ اتنا اہم اور کامیاب پراجیکٹ بھی اس کے لیڈر ڈاکٹر Francis Collins کے بقول یہ ابھی پہلا قدم ہے جو DNA میں چھپی معلومات حاصل کرنے کی طرف اٹھایا گیا ہے۔ معلومات کے اس ذخیرہ کو حاصل کرنے میں اتنا زمانہ کیوں لگا اس سوال کا جواب ملے گا اگر ہم یہ جاننے کی کوشش کریں کہ DNA میں کس ہیئت کی معلومات پوشیدہ ہیں۔

DNA کی دنیا

DNA ہمارے جسم کی 100 ٹریلین (10^{14} یا 100 کھرب) سیلوں میں سے ہر ایک سیل Cell کے نیوکلیس Nucleus میں بڑی حفاظت سے موجود ہوتا ہے۔ ہر سیل کا قطر Diamete دس مائی کرون Micron ہوتا ہے۔ مائی کرون 10^{-6m} کو کہتے ہیں۔ گویا میٹر کا دس لاکھواں حصہ یا ملی میٹر کا ایک ہزارواں حصہ۔ اتنے چھوٹے Cell کے درمیان DNA محفوظ ہوتا ہے۔ اس DNA میں انسانی جسم کی ساخت اور بناوٹ کی تمام تر تفصیلات اتنی وسعت

گیرائی اور گہرائی کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں کہ اس کا وجود اللہ رب العزت کی صناعی کی اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔ اپنے سمجھنے کے لئے ان معلومات کو صرف سلسلۂ ترتیب میں لاکر انسان پھولا نہیں سمارہا ہے اس علم کو ایک عظیم الشان شعبۂ علم سے وابستہ کر کے اس کو Genetice کا نام دیا گیا ہے۔ 21ویں صدی کی یہ علمی شق ابھی گھٹنوں چلنے کی عمر میں ہے۔ اس میدان میں ابھی اور نہ جانے کیا کیا انکشافات ہونے ہیں۔

DNA میں زندگی

آج مثلاً 25 سال کی عمر میں ہم اپنا سراپا آئینے میں دیکھیں تو یہ بے داغ جسم یہ حسین و پرکشش شکل و شباہت یہ صحت و تندرستی سے معمور دل و دماغ، یہ علم و دانش سے آراستہ ذہن و عقل کس طور ترقی کرتے ہوئے اس حال کو پہنچیں گے، یہ علم 25 سال اور 9 ماہ پہلے اس DNA میں لکھ دیا گیا تھا جو ماں کے پیٹ میں سب سے پہلے اور ابتدائی انڈے fertilized egg کے سیل کی شکل میں نمو پایا تھا۔

اتنا ہی نہیں ہماری لمبائی چوڑائی، وزن، ناک نقشہ، چہرہ مہرہ، بالوں اور آنکھوں کا رنگ، جلد کی رنگت، خون کی قسم وغیرہ نطفہ ٹھہرنے سے شروع ہو کر موت تک روز بروز ماہ بہ ماہ سال بہ سال تبدیلیوں کا حال ایک مکمل سلسل کے ساتھ DNA میں موجود رہتا ہے۔ مثلاً اس میں لکھا رہتا ہے کہ کب کب خون کا دباؤ زیادہ ہوگا اور کب کم رہے گا۔ کب سر کا پہلا بال سفید ہوگا اور کب دور کی اور قریب کی نظر کمزور ہو جائے گی۔

انسانی سیل میں ضخیم انسائیکلوپیڈیا

ہم معلومات کے ذخیروں کو Encyclopedia کی طرز پر جانتے ہیں۔ DNA میں پوشیدہ معلومات کا ذخیرہ کوئی معمولی ذخیرہ نہیں۔ ایک DNA میں موجود معلومات کو اگر کتابی شکل میں منتقل کیا جائے تو یہ برطانوی انسائیکلو پیڈیا کے دس لاکھ صفحات پر جا کر مکمل ہوگا۔ 23 جلدوں پر مشتمل Encyclopedia Britanica سب سے بڑا انسائیکلو پیڈیا ہے جو 25,000 صفحات رکھتا ہے۔

ذرا تصور کریں کہ انسانی جسم کی 100 ٹریلین سیلوں میں سے ہر سیل کے نیوکلیس کے اندر ایک مالیکیول (Molecule) جس کا نام DNA ہے، ملتا ہے اس کا سائز ایک ملی میٹر کا ایک ہزارواں حصہ ہے اور اس میں وہ معلومات درج ہیں کہ جو دنیا کے سب سے بڑے انسائیکلو پیڈیا، برطانیکا سے 40 گنا زیادہ ہے جو اسی انسائیکلو پیڈیا جیسی 920 جلدوں میں سما سکے گا، جس میں متعدد معلومات کی 5 بلین ($5x10^9$) قسمیں یا جزئیات (Pieces) محفوظ ہیں۔ اگر ہر ایک جز کو پڑھنے پر صرف ایک سیکنڈ صرف کیا جائے اور چوبیسوں گھنٹے متواتر پڑھنے کا سلسلہ رہے تو اسے ایک بار پڑھنے کے لئے 100 سال لگ جائیں گے۔ 920 جلدوں کی ان کتابوں کو اگر ایک دوسرے کے اوپر سجایا جائے گا تو 70 میٹر اونچا کتابوں کا مینار تیار ہو جائے گا۔ یہ سب معلومات اس ذرہ میں سما دی گئی ہے، جو پروٹین، چربی اور پانی کے چند

Molecules سے مرکب ہے۔

G.G Thomson نے لکھا تھا کہ ہماری زمین پر کل جاندار اشیاء ایک ہزار ملین ہیں۔ ان تمام اشیاء کی معلومات DNA کی شکل میں جمع کی جائے تو چائے کے ایک چمچے میں آ جائے گی اور پھر بھی جگہ خالی رہے گی۔

سیل میں دانائی:

جسم انسانی کے سارے 100 ٹریلین سیل عجب حکمت اور دانشمندی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں، یہ بظاہر بے جان ایٹموں کا مجموعہ ایک بے روح شے ہونا چاہیے۔ ہم اگر تمام Elements کے ایٹم جمع بھی کر لیں ان کو کسی بھی ترتیب سے لگا لیں مگر وہ دماغ، وہ سمجھ بوجھ اس ذخیرہ ایٹم سے حاصل نہیں کر سکتے جو کسی عمل کو سلیقے، سلسلے اور ترتیب کے ساتھ انجام دینے کے لئے ضروری ہے۔ جس طرح ہر عقل و سمجھ بوجھ والے کام کیلئے ضروری ہے کہ کسی دانشمند نے اس کام کو انجام دیا ہو، وہ کمپیوٹر ہو یا کوئی اور کام ہو، اسی طرح DNA بھی اپنے بنانے والے سے عقل و دانش و سمجھ بوجھ دانائی، حکمت اور دور اندیشی لے کر آیا ہے۔

DNA کی زبان اور قوت گویائی:

ہماری زبان میں 'الف سے ے' تک حروف تہجی ہیں انگریزی زبان A سے Z تک 26 حروف سے بنتی ہے۔ DNA کی زبان میں صرف چار حروف ہیں، A.T.G.C ان میں سے ہر ایک حرف ان خاص Bases یا بنیادوں میں سے ایک ہے جو Neucletides کہلاتے ہیں، دسیوں لاکھ Bases ایک DNA میں قطار در قطار ایک بامعنی ترتیب اور سلسلہ کی کڑی بنائے رکھتے ہیں اور یہ سب مل کر ایک DNA کا Molecule بناتے ہیں۔

G.T.A اور C میں سے کوئی بھی دو مل کر ایک اساسی جوڑا بناتے ہیں۔ جسے Base Pair کہا جاتا ہے، یہی Base Pair تلے اوپر جمع ہو کر Genes بن جاتے ہیں۔ ہر جین جو کسی DNA Molecule کا ایک حصہ ہوتا ہے، انسانی جسم کے کسی نہ کسی حصے کے بارے میں معلومات محفوظ کئے ہوئے ہوتا ہے، یہ اس جسمانی حصہ کی نمایاں خصوصیات وضع قطع، ڈیل ڈول، ہیئت، خدوخال، صورت شکل، حلیہ رنگ و روپ جو کسی فرد خاص کی انفرادیت سے متعلق مفصل کیفیت کہی جا سکتی ہے، اس جین میں درج ہوتی ہے، اب انسان کی لاتعداد خصوصیات ہیں، یہ لمبائی ہو، آنکھوں کا رنگ، ناک بھوں کی ندرتیں ہوں یا کان بڑا یا چھوٹا ہونا ہو یہ سب جین میں موجود پروگرام کے مطابق بنتے اور سنورتے جاتے ہیں اور جسم کا ہر ہر حصہ جین کے حکم کے مطابق پروان چڑھتا ہے۔

ایک انسانی سیل کے ایک DNA میں 200000 یعنی دو لاکھ جین ہوتے ہیں۔ ہر جین مخصوص Nucleotides کے بالکل انفرادی سلسلہ ترتیب سے بنا ہوتا ہے ان نیوکلیوٹائیڈس Nucleotides کی تعداد منحصر کرتی ہے اس پروٹین (Protein) کی قسم پر، جس سے یہ وجود پاتا ہے، پروٹین کی یہ تعداد 1000 سے 186,000 تک

ہوسکتی ہے' اس جین میں جسم انسانی میں موجود 200,000 قسموں کی پروٹین کا کوڈ بھی چھپا ہوتا ہے اور وہ نظام بھی موجود رہتا ہے جس کے تحت یہ تمام پروٹین ضرورت کے مطابق جسم میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

خیال رہے کہ ایک جین (Gene) بیچارہ DNA کا صرف ایک معمولی سا حصہ ہے' دو لاکھ Genes میں محفوظ معلومات یا کوڈ DNA میں موجود کل معلومات کا صرف تین فیصد (3%) ہی ہوتی ہے۔ 97% دفتر علم ابھی ہماری بساط آگہی کے لئے پردۂ راز میں ہے۔ یہ بات تو مان لی گئی ہے کہ یہ 97% علم جس تک ابھی انسان کی رسائی ممکن نہیں ہوسکی ہے' انسانی سیل کے بقا اور ان Mechanisms سے متعلق جو انسانی جسم میں انتہائی پیچیدہ عوامل کے کنٹرول کو باعث ہوتے ہیں بڑی ناگزیر معلومات رکھتے ہیں۔ صرف 3% معلومات کا پتہ ملنے پر عقل انسانی حیران ہے' دانش وفکر پر سکتہ طاری ہے' ابھی مزید 97% پوشیدہ معلومات تک پہنچنا ایک لمبا سفر ہے جو جاری ہے۔

جینز (Genes) خود بھی کروموزموں (Chromosomes) میں واقع ہوتے ہیں' جنسی سیل کے علاوہ ہر انسانی سیل میں 46 کروموزون ہوتے ہیں۔ ہر کروموزون ایک کتاب علم کی طرح ہے کہ ایک انسانی کے متعلق تمام معلومات 46 جلدوں کی کتابوں میں بند رہتی ہے' اور یہ سب وہ بسیط معلومات کا خزانہ ہے کہ جسے کتاب ورق پر لایا جائے تو برطانوی انسائیکلوپیڈیا کی 920 جلدوں تک پھیل جائے۔

ہر انسان کے DNA میں حروف G.T.A اور C کا Sequence یا سلسلہ مختلف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ روئے زمین پر جتنے انسان ہو چکے ہیں اور قیامت تک جو اسی طرح ہوتے رہیں گے وہ تمام کے تمام ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

ذرا سوچیں کہ ہر انسان کے تمام اعضاء کا نام مختلف نہیں ہیں' یعنی آنکھ' ناک' منہ' دل' گردہ وغیرہ وغیرہ سب کے پاس ہے' پھر بھی ہر شخص کچھ ایسے خاص انفرادی اور بڑے تفصیلی طریقے پر پیدا ہوا ہے کہ سب کے سب ایک سیل کے تقسیم در تقسیم ہونے کے عمل سے پروان چڑھنے کے باوجود ایک ہی بنیادی بناوٹ رکھتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

ہمارے تمام اعضاء ایک پلان کے تحت پروان چڑھے ہیں جو ہماری جینز میں لکھا ہوا ہے' سائنسدانوں نے جو خاکہ مکمل کیا ہے اس کے تحت جسم کے مختلف اعضاء کنٹرول کرنے والی جینز کی تعداد مختلف ہیں۔

DNA کے حروف کا سلسلہ ترتیب انسانی بناوٹ کی تمام تر تفصیلات طے کرتا ہے' معمولی سے معمولی تفصیل بھی اس کے احاطے میں ہے' صرف آنکھ ناک چہرہ مہرہ اور باہری حسن و جمال ہی نہیں' ایک سیل میں ٹکا ہوا DNA انسان کے جسم میں موجود 206 ہڈیوں' 600 پٹھوں (Muscles) اور Auditoty Muscles,10,000 (کان سے متعلق پٹھے) کے نیٹ ورک اور 20 لاکھ Optic Nerves (آنکھ سے متعلق) اور 100 بلین Nerve

اور تمام کی تمام 100 ٹریلین سیلوں Cells کا مکمل ڈیزائن اپنے اندر سمائے ہوئے ہوتا ہے۔

بساط علم کے ٹھاٹھے مارتے ہوئے اس سمندر کا اندازہ لگایئے اور علم کی کائنات کی سب سے پیچیدہ مشین‘ آدمی کے جسم و عقل و فہم و ادراک کے پروان چڑھنے کا علم جو نہایت پرمعنی انداز میں ایک DNA میں قطار در قطار پیک کردیا گیا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر اس سلسلہ ترتیب یا DNA کے حروف کے Sequence میں ذرا بھی نقص رہ جائے تو ممکن ہے آپ کی آنکھیں چہرے پر ہونے کی بجائے آپ کے گھٹنے پر نمودار ہوجائیں۔ آپ کے ناک کان ہاتھ پاؤں سر اور کمر اپنے موجودہ مقام سے ہٹ کر کسی بے ہنگم جگہ پر وارد ہوجائیں‘ 46 جلدوں میں محفوظ وہ پروگرام ہے جو آپ کے بے داغ ڈیل ڈول اور ہر اعتبار سے مکمل انسان ہونے کا ضامن ہے۔

اب اگر کوئی کہے کہ DNA کا منظم سلسلہ کسی اتفاقی حادثے کا نتیجہ ہے‘ ناگہانی واقعہ یا Coincidence ہے تو کوئی کم عقل بھی یہ بات نہ مانے گا۔

اتفاقات کا امکان یا احتمال‘ ریاضی یا Maths میں Probability کے حساب سے معلوم کیا جاتا ہے‘ یہ وہ نسبت ہے جو کسی اغلب حالت کو جملہ ممکنہ حالات سے ہو‘ آج ریاضیات نے یہ بھی حساب لگا دیا ہے کہ محض اتفاق یا Coincidence سے ایک DNA کے 200,000 جین میں سے کسی ایک جین کی بھی ترتیب اس مخصوص سلسلے سے ہموار ہوجانے کی صفر کے برابر ہے۔ Frank Salisbury جو خود ایک ارتقاء کو ماننے والا سائنس داں ہے کہتا ہے کہ:

’’ایک درمیانی درجے کے پروٹین میں 300 کے قریب Amino Acids ہوتے ہیں‘ اس کو کنٹرول کرنے والے DNA جین میں تقریباً 1000 Nucleotides کی ایک کڑی ہوگی۔ چونکہ ایک DNA کڑی میں چار قسم (A.T.G.C) کے Nucleotides ہوتے ہیں۔ اس لئے 100 Link والی کڑیاں 4^{1000} قسموں کی ہوں گی۔ الجبرا کے ذریعہ Logrithms کے استعمال سے 4^{1000} کا مطلب ہوا 10^{600} یعنی 10 کو 10 سے 600 مرتبہ ضرب کرنے سے ایک کے بعد ایک 600 صفر لگانے سے جو ہندسہ بنے گا یہ وہ عدد ہے جس کا صرف تصور کیا جاسکتا ہے۔

مزید وضاحت اس طرح کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ تمام ضروری Nucleotides بھی کہیں موجود ہیں اور ان کو مجتمع کرنے والے تمام پیچیدہ Molicules اور Enzymes بھی سب مہیا کردیئے گئے ہیں تو ان Nucleotides کا خاطر خواہ Sequence میں ترتیب پاجانے کا امکان 10^{600} میں سے ایک بار ہے۔ یعنی DNA کے خود بہ خود وجود میں آجانے کی Probability 10^{600} میں سے صرف ایک دفعہ کی ہے۔ ناممکن کہیں تو کم ہے‘‘

Francis Crick کو DNA کی ریسرچ پر نوبل انعام سے نوازا گیا یہ خود بڑا پکا Evolutionist تھا مگر کہتا ہے کہ:

’’ایک انصاف پسند انسان‘ اس معلومات کی روشنی میں جواب تک ہمارے پاس ہے صرف اتنا کہہ سکتا ہے کہ ایک خاص معنی ہیں‘ انسانی زندگی کی ابتداء اس وقت تو ایک کرشمہ ہی معلوم دیتی ہے۔‘‘

خیال رہے کہ بچوں میں (Haemophilia Leukemia) DNA کے کوڈ میں خرابی واقع ہو جانے سے ہوتا ہے، کینسر کی تمام قسمیں اسی نازک توازن کے بگڑ جانے سے ہوتی ہیں۔ جو کچھ خاص باہری اثرات Radioactive Raditions یا برقی مقناطیسی لہروں Electromagnetic Fields کے تابکار اثر کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔ یہ خرابی A.T.G.C حروف میں مثلاً ا بلین 618 ملین 457 ہزار اور 632 ویں اساسی جوڑے (Base Pair) میں ہو سکتی ہے۔

اتنی کثیر تعداد میں Base Pair ہر سیل میں DNA اور تمام ٹوٹتے بنتے اور تقسیم در تقسیم ہوتے سیلوں میں توازن برقرار رکھنے کا نظام بھی DNA کے کوڈ میں چھپا ہوتا ہے۔

DNA کا اپنی نقل بنانے کا عمل:

DNA کی تحیر خیز دنیا میں اپنی ہی نقل یا خود ساختہ نقش ثانی بنانے (Self Replication) کا عمل انتہائی تیزی سے جاری رہتا ہے، سب جانتے ہیں کہ انسانی جسم کی ابتداء ماں کے پیٹ میں ایک سیل سے ہوتی ہے پھر یہ سیل تقسیم ہو جاتا ہے اور نئے سیل وجود میں آتے جاتے ہیں جو کہ ایک سے دو، دو سے چار، اور اسی طرح 4-8-16-32-64-128 کی نسبت سے تقسیم ہو کر جنم لیتے جاتے ہیں۔

سیل تقسیم ہو کر دوسرا سیل بناتا ہے اور ہر سیل کو ایک DNA چاہیے اور DNA کڑی سیل میں ایک ہی ہوتی ہے، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہر تقسیم ہوتا ہوا سیل اپنا ہمشکل خود پیدا کرتا ہے۔ ہر سیل ایک خاص سائز کا ہوتا ہے، تقسیم ہو کر دوسرا سیل بنانے کا فیصلہ کرتا ہے، سیل میں یہ شعور اور یہ ایقان کہاں سے آیا، سیل کے ساتھ ساتھ DNA کی تقسیم کا خفیہ عمل بڑے دلچسپ طریقے پر ہوتا جاتا ہے۔

DNA کا Mulecule جو شکل میں ایک چکر دار زینے کی طرح ہوتا ہے تقسیم ہو کر دو حصوں میں Zip کی طرح کھل جاتا ہے۔ یہ دونوں طرف سے غائب ادھورے حصے اسی اطراف میں موجود مادہ سے اپنی انوکھی تکمیل کو پہنچتے ہیں اور ایک سے دوسرا DNA وجود میں آجاتا ہے۔ تقسیم کے ہر دور میں خاص پروٹین اور Enzyme کسی ماہر روبوٹ (Robot) کی طرح کام کرتے رہتے ہیں۔ تمام تفصیل کا ذکر ممکن ہے مگر اس کے لئے بہت سے صفحات بھی ناکافی ہوں گے۔

اینزائم (Enzymes) وہ کارندے ہیں جو ہر قدم پر یہ چیک کرتے ہیں کہ کوئی غلطی اگر ہو گئی ہے تو فوری طور پر اس کی اصلاح ہو جائے۔ ہر منٹ میں Base Pair 3,000 پیدا ہو جاتے ہیں اور نگرانی کرنے والے Enzymes ضروری ترمیم، اصلاح اور ردوبدل بھی کرتے جاتے ہیں، نئے پیدا ہوئے DNA میں غلطی کا امکان نہ رہے اس لئے DNA میں خود اپنی حفاظت کا، اپنی افزائش نسل کا اور نسلوں کو محفوظ اور برقرار رکھنے کا مکمل پروگرام کوڈ کیا

ہوا ہوتا ہے۔

اب دیکھئے کہ سیل پیدا ہوتے ہیں اور مرتے جاتے ہیں۔ آپکے جسم میں جو سیل چھ ماہ پہلے تھے ان میں سے آج ایک بھی باقی نہیں ہے۔ ان کی عمر بہت کم ہوتی ہے' میرے سب سیل مر چکے ہیں مگر میں زندہ ہوں اسلئے کہ ہر سیل نے بروقت اپنا ہمزاد پیدا کرنے کا عمل مکمل کر لیا تھا۔ یہ عمل اتنی مہارت سے مکمل ہوتا ہے کہ کسی غلطی کا امکان 3 بلین Base Pairs میں سے صرف ایک میں ہوسکتا ہے اور یہ غلطی بھی بڑے اعلیٰ تکنیکی انداز میں سنواردی جاتی ہے۔

سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ Enzymes جو پل پل ٹوٹتے بنتے بکھرتے اور سنورتے DNA کو پیدا کرنے کی ذمہ داری نبھاتے ہیں وہ دراصل مختلف قسموں کی پروٹین ہیں جن کے پیدا ہونے کی ترتیب اور سلسلہ بھی اسی DNA میں کوڈ کیا ہوا ہے اور اسی DNA کے حکم کے تابع ان کا نظام عمل چلتا ہے جس کی افزائش کی دیکھ بھال ان کو کرنی ہے۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

فلسفہ ارتقاء کہتا ہے کہ انسان درجہ بہ درجہ کچھ فائدہ مند اتفاقات کے تحت پیدا ہوا ہے۔ Enzyme اور DNA کا بیک وقت وجود میں آتے جانا اور ان کا انوکھا تال میل کسی بڑے تخلیق کار (Creator) کا کارنامہ ہے اور وہ ہستی اللہ کی ہے' دنیا بھر کے دانشور یہ حقیقت جانتے جارہے ہیں۔

سائنس کے پاس جواب نہیں ہے کہ DNA میں یہ معلومات کہاں سے آئی۔ ہر زندہ شئے' مچھلی' کیڑے مکوڑے' چرند و پرند اور انسان کے DNA مختلف مختلف کیوں ہوتے ہیں۔ خود DNA کا وجود اور ابتداء کیسے ہوئی۔ اس عمل کو سمجھنے کے لئے RNA کی ایک علیحدہ دنیا کا پتہ چلا کہ Enzymes کو RNA چلاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ زندگی دینے والے عناصر در عناصر RNA,DNA,Cells, Molecules و Enzymes اور ہزاروں پروٹین سب جمع کر لئے جائیں تو بھی زندگی نہیں ملتی تھک ہار کر ماننا پڑتا ہے کہ زندگی صرف تخلیق (Creation) کے ذریعہ ممکن ہے اور یہ خالق (Creatoor) کون ہے۔۔۔ آیۃ الکرسی (قرآن 2:155) کا اعلان

''اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں .... وہ اس کے علم میں سے کسی کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے......... وہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔'' (بحوالہ ''الفرقان'')

آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں۔

email: editor_alhaq@yahoo.com

مولانا تسبیح اللہ شہزاد حقانی
فاضل و متخصص دارالعلوم حقانیہ

بھینس کی قربانی پر ایک تحقیقی جائزہ

عصر حاضر کے پُرفتن دور میں مذہب اور مذہبی شخصیات سمیت احکام شرعی کے خلاف اسلام دشمن عناصر مختلف کمین گاہوں سے بے جا اعتراضات کے تیر برسانے کی ناپاک جسارت میں شب و روز مصروف عمل ہیں۔ تو دوسری طرف بدقسمتی سے فروعی اختلافات کا بازار بھی گرم ہے۔ اس میں سے ایک اہم مسئلہ بھینس کی قربانی کا ہے جس کو بعض حضرات بہت شد و مد سے اچھالتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بھینس کی قربانی کے جواز کو دلائل اور براہین سے منقح کیا جائے تا کہ جو منکرین اس بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کیلئے بہت سارے جانوروں کو حلال قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ولكل امة جعلنا منسكاً ليذكروا اسم الله على مارزقهم من بهيمة الأنعام فالهكم اله واحد فله' اسلموا وبشر المخبتين"[1]

اور ہم نے ہر قوم کے لئے قربانی مقرر کی تا کہ وہ ان جانوروں پر اللہ تعالیٰ کے نام کو یاد کریں' جو ہم نے ان کو بطور رزق دیئے ہیں' تو تمہارا معبود ایک ہی ہے' اس کے آگے سر جھکاؤ اور عاجزی کرنے والے بندوں کو خوشخبری سنا دو۔

اس آیت کریمہ سے تمام حلال جانور مراد ہیں۔ مگر عبارت النص (بھیمۃ الانعام) سے عام طور پر تین قسم کے جانور لئے جاتے ہیں اور شریعت کی رو سے ان ہی تین اجناس کی قربانی جائز ہے۔ ا۔ اونٹ ۲۔ گائے ۳۔ بھیڑ بکریاں ان ہی جانوروں کو قربانی کے لئے متعین کیا گیا ہے' چنانچہ علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے:

"الأضحية من الأبل و البقر و الغنم"[2]

قربانی اونٹ' گائے' اور بھیڑ بکریوں کی ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں دوسرے جانوروں کی قربانی جائز نہیں اور اسی پر علماء کا اجماع ہے۔ وقد أجمع العلماء على أن الضحايا لاتجوز إلا من بهيمة الأنعام كالابل و البقر و الغنم[3]

اس پر علماء کا اجماع ہے کہ قربانی جائز نہیں مگر چوپایوں کی جیسے اونٹ' گائے اور بھیڑ بکریاں۔

مذکورہ تین قسم کے اجناس کی قربانی کا جواز ثابت ہے جس کے کل پانچ جوڑوں کی دس اقسام بنتی ہیں۔ اس کی وضاحت درج ذیل ہے۔

(۱) **الغنم کی معنوی حیثیت**: یہ اسم جنس ہے اس کا اطلاق جمع پر ہوتا ہے اس کے علاوہ اغنام، غنوم اور اغانم بھی استعمال ہوتے ہیں، جبکہ اس کا مفرد لفظ (شاۃ) آتا ہے۔

لغت کے امام محمد ابوبکر الرازی لکھتے ہیں: "الغنم، اسم مونث، موضوع للجنس یقع علی الذکور والاناث وعلیھا جمیعا۔"[۴]

یہ اسم مونث ہے، جنس کے لئے وضع ہوا ہے، جبکہ مذکر و مونث دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

لفظ غنم چار قسم کے جانوروں پر مشتمل ایک مجموعہ کا نام ہے، جیسے (۱) بھیڑ، (۲) مینڈھا (۳) بکرا (۴) بکری۔

علامہ شہاب الدین ابوعمرو لکھتے ہیں: الغنم: القطیع من المعزو الضأن لاواحد له من لفظه[۵]

معز اور ضان غنم کا حصہ ہے۔ اس کے واحد کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے۔

معز اور ضأن دونوں میں فرق یہ ہے کہ: المعز ذو الشعر من الغنم خلاف الضأن وھو اسم جنس واحد ماعز" امعز و معیز[۶] معز بال والے بکریوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ اسم جنس ہے، اس کا مفرد ماعز اور جمع امعز اور امعیز آتی ہے الضأن ذو الصوف من الغنم[۷]

ضان غنم کی اون والی قسم ہے یعنی بھیڑ۔

دوسری زبانوں کے مقابلہ میں عربی زبان اپنی وسعت معنوی میں ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔ اسی وجہ سے غنم میں بھیڑ بکریاں دونوں اجناس شامل ہیں۔ قرآن مجید میں بھیڑ بکریوں کے لئے لفظ غنم تین مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

(۱) ومن البقرو الغنم حرمنا علیھم......[۸] (۲) اذ نقشت فیه غنم القوم......[۹]

(۳) وأھش بھا علی غنمی ......[۱۰] جبکہ معز اور ضأن قرآن مجید میں ایک ایک مرتبہ استعمال ہوئے ہیں۔

ثمٰنیة ازواج من الضأن اثنثن ومن المعز اثنین[۱۱]

حاصل آنکہ غنم اسم جنس ہے جو ضأن اور معز دونوں کو شامل ہیں۔ جس کے چار مذکورہ اقسام بنتے ہیں۔

(۲) **الابل کی معنوی حیثیت**: قربانی کے مذکورہ تین اجناس میں سے دوسری قسم ابل ہے۔ قرآن مجید میں دومرتبہ استعمال ہوا ہے۔ ومن الأبل اثنین ومن البقر اثنین[۱۲] افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت[۱۳] لفظ "ابل" بھی تقریباً غنم جیسا ہے امام محمد ابی بکر الرازیؒ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الابل کالغنم فی جمیع ماذکرناہ[۱۴]

ابل، غنم جیسا ہے، ان تمام صفات میں جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ یہ بھی اسم جنس ہے ابِل، ابْل دونوں مستعمل ہوتے ہیں، یہ جمع کے معنی دیتا ہے، اس کا مفرد مستعمل نہیں ہوتا۔[۱۵]

اونٹ کے اور بھی اسماء ہیں مگر قرآن مجید میں دوسرا لفظ "جمل" صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط[۱۶]

جمل کی جمع جمال ' اجمال ' جُمُل ' جمالة " جمالات اور جمائل آتی ہے اس کا اطلاق اونٹنی پر شاذ و نادر ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں :شربت لبن جملی [۱۷] میں نے اپنی اونٹنی کا دودھ پیا۔

(۳) البقر کی معنوی حیثیت: قربانی کے اجناس کی تیسری قسم بقر ہے' قرآن مجید میں نو (۹) مرتبہ استعمال ہوا ہے' پانچ مرتبہ سورۃ البقرۃ میں' دو مرتبہ سورۃ الانعام میں اور دو مرتبہ سورۃ یوسف میں جو مختلف معانی کا متقاضی ہے۔

البقرۃ: بقر بقراً سے ماخوذ ہے' جس کے معانی پھاڑنے اور کھولنے کے آتے ہیں۔زراعت میں چونکہ بیل زمین کو جوتتے اور پھاڑتے ہیں' اس لئے اسے ''البقرۃ'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔البقرۃ اسم جنس ہے' جس کا اطلاق مذکر اور مؤنث دونوں پر ہوتا ہے' جیسے لغت کے مشہور امام ابونصر اسماعیل بن حماد الجوہری لکھتے ہیں:

البقره اسم جنس و البقر تقع علی الذکر و الانثی ' و انما دخلته الهاء علی انه واحد من جنس و الجمع البقرات [۱۸]

بقر اسم جنس ہے اور بقرہ مذکر و مونث دونوں کو شامل ہے' اس پر "ھا" وحدت کیلئے ہے اس کی جمع بقرات آتی ہے۔

مشہور نحوی امام مبرد نے ''الکامل'' میں لکھا ہے کہ "البقرۃ" تمیز کے طور پر یوں استعمال کریں گے۔مذکر کیلئے "ھذا بقرۃ" (یہ ایک بیل ہے) اور مؤنث کیلئے ھذہ بقرۃ (یہ ایک گائے ہے) [۱۹]

بھینس کی قربانی: لفظ بقرۃ میں معنوی وسعت کے بناء پر لفظ جاموس (بھینس) اس میں داخل ہے' یہی وجہ ہے کہ فقہاء امت بھینس اور گائے کے لئے شریعت مطہرہ کی رو سے ایک ہی قسم کے احکامات کے قائل ہیں اور مشاہدہ بھی ہے کہ بھینس و گائے کا دودھ' مکھن' دہی اور گوشت ایک جیسے استعمال کئے جاتے ہیں۔

بعض حضرات بھینس کی قربانی ناجائز قرار دیتے ہیں اور عدم جواز کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ بھینس کا تذکرہ قرآن وسنت میں نہیں ہے لہٰذا اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے' اور یہ حضرات لفظ جاموس کی مستقل نام سے مغالطہ میں پڑے ہیں۔عبارت النص (بھیمۃ الانعام) میں بھینس داخل ہے' کیونکہ یہ بھی ایک حلال جانور ہے اور احادیث میں بقر کے الفاظ بکثرت استعمال ہوئے ہیں' جس کی بنا پر بھینس گائے کی ایک قسم سمجھی جاتی ہے۔

ذخیرہ احادیث میں بھینس کے عدم تذکرہ کی وجہ: ذخیرہ احادیث میں لفظ جاموس وارد نہیں ہوا ہے' کیونکہ حضور اقدس ﷺ جامع الکلمات تھے' جوامع الکلم کے تحت اگر لفظ جاموس کا تذکرہ نہیں' تو بقر کا تذکرہ احادیث میں ضرور ہے' بقر ایک جامع کلمہ ہے۔معنوی وسعت کے بناء پر لفظ جاموس اس میں داخل ہے۔

بلاد عرب اور بھینس: بھینس ہندوستانی جانور ہے' اس جانور کو سب سے پہلے ہندوستان سے آل مہلب نے بلاد عرب منتقل کیا تھا' یہ اموی دور تھا اس سے پہلے اہل عرب اس جانور سے خوب واقفیت نہیں رکھتے تھے کیونکہ بنو مہلب نے اپنی حکومت و امارت کے زمانہ میں شام' بصرہ و عراق کے ساحلوں میں انکو رکھا' جسوقت ۱۰۶ھ میں سندھ میں شدید قحط پڑا'

یہاں کے جاٹوں (ہندوستان کا ایک قبیلہ جو سواحل ہند پر آباد تھے) کو بلاد فارس اور عرب سے جا کر آباد کیا گیا تھا' جو بھینسوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ مسعودی نے کتاب ''التنبیہ والاشراف'' میں لکھا ہے:

ومنذ یومئذ صارت الجوامیس بالشام ولم تعرف ھنالک' وقیل ان بداء الجوامیس بالثغر الشامی وسواحل الشام من جوامیس کانت ال المھلب ببلاد البصرة و البطائح والطفوف فلما قتل یزید بن المھلب نقل یزید بن عبدالملک بن مروان کثیراً منھا إلی ھذہ النواحی [20]

اس وقت سے شام میں بھینس پائے جانے لگی' اس سے پہلے وہاں کے باشندے ان کو نہیں جانتے تھے' ایک قول کی رو سے شام کی سرحد اور سواحل میں بھینسوں کی ابتداء آل مہلب کی بھینسوں سے ہوئی' جو بصرہ' بطائح اور سواحل میں تھیں' یزید بن مہلب کے قتل کے بعد خلیفہ یزید بن عبدالملک نے ان کی بہت سی بھینسوں کو نواحی شام میں منتقل کر دیا۔

علامہ مسعودی کی اس رائے سے ہم متفق ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس سے پہلے اہل عرب بھینس کو نہیں جانتے تھے بلکہ حجاز مقدس اور بلاد عرب میں یہ جانور غیر معروف اور ناپید اس لئے تھی کہ عرب اکثر علاقہ خشک پہاڑی' غیر ذی زرع اور زیادہ تر ریگستانی صحرا اور بیابان ہے' جہاں گھاس اور پانی کی کمی تھی' ایسے بے آب وگیاہ علاقہ میں بھینس پالنا بہت دشوار ہے' بنابریں یہ جانور بلاد عرب میں غیر معروف تھا' یہی وجہ ہے کہ جاموس عربی کلمہ نہیں بلکہ فارسی زبان کا کلمہ گاؤ میش سے معرب ہے۔ اگرچہ ۱۰۶ھ میں بھینس بلاد عرب منتقل کی گئی تو وہاں یہ جانور نیا تھا مگر نام پرانا تھا اور جاموس بقر کی ایک قسم سمجھی جاتی تھی' چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری نے لکھا ہے

"لان اسم البقر یتناولھما إذھو نوع منه واوھام الناس لاتسبق الیه فی دیارنا لقلته [21]

اس لئے بقران دونوں کو شامل ہے کہ یہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے' مگر ہمارے علاقہ میں بوجہ بھینس کی قلت کے' لوگوں کے ذہن اس طرف سبق نہیں کرتے۔

<u>لفظ بقر کی معنوی وسعت اہل لغت کی نظر میں:</u> عربی زبان اُم اللغات ہے' اس میں ایک لفظ میں کئی معانی پائے جاتے ہیں' بقر کی جامعیت میں لفظ جاموس مضمر ہے' جیسے غنم کی جامعیت بھیڑ بکری کو شامل ہے' اس مسئلہ میں اہل لغت کی طرف رجوع کرنے سے یہی بات سامنے آتی ہے' چنانچہ لغت کے امام ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

والجاموس نوع من البقر' دخیل وجمعه جوامیس [22] اور جاموس گائے کی جنس سے ہے اس میں داخل ہے اور اس کا جمع جوامیس ہے۔ بھینس کی تعریف کرتے ہوئے علامہ شہاب الدین ابو عمرو لکھتے ہیں:

"الجاموس: حیوان اھلی من جنس البقر [23] بھینس ایک پالتو جانور ہے جو بقر کی جنس سے ہے۔

بھینس کو گائے کی ایک قسم مان کر اس کی جسامت کو بیان کرتے ہوئے شیخ جبران مسعود لکھتے ہیں:

الجاموس: نوع من البقر ضخیم الجثة جمع جوامیس [24] بھینس گائے کی بڑی جسامت والی

ایک قسم ہے اس کی جمع جوامیس آتی ہے۔

بھینس اور گائے ایک قسم کے دونام ہیں جس میں فرق علامہ احمد بن محمد بن علی المقری نے یہ بیان کیا ہے:

الجاموس: نوع من البقر کانه مشتق من ذالک لأنه لیس فیه لین البقر فی استعماله فی الحرث و الزرع و الدیاسة (۲۵)

بھینس گائے کی ایک قسم ہے گویا کہ گائے کی نسل سے ہے مگر اتنا فرق ہے کہ جس طرح گائے کھیتی باڑی اور گاہنے میں نرم خوئی کے ساتھ استعمال ہوتی ہے ایسی صلاحیت بھینس کی فطرت میں نہیں ہے۔

مندرجہ بالا تصریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہل لغت اس بات پر متفق ہیں کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔

<u>بھینس ماہرین حیوانات کی نظر میں:</u> اہل لغت کی متفقہ رائے کے بعد ماہرین حیوانات بھی اس بات کے قائل ہیں کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے جیسے علامہ کمال الدین محمد الدمیریؒ گائے کی اقسام تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهي أجناس فمنها : الجواميس وهي أكثرها البانا و أعظمها أجساماً (۲۶)

گائے کی چند اقسام ہیں جن میں سے ایک قسم بھینس کہلاتی ہے جو سب سے زیادہ دودھ دیتی ہے اور اسکا جسم فربہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد امام موصوف "بھینس کا شرعی حکم تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حکمه کالبقر (۲۷)

بھینس کا شرعی حکم گائے کی طرح ہے۔

علامہ دمیری اور امام جاحظ دونوں حضرات کے متعلق ماہر حیوانات ہونا مشہور ہیں۔ مگر ان میں صاحب فن امام جاحظ ہے جیسے علامہ عبدالحئی لکھنویؒ نے کشف الظنون کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

وهو كتاب مشهور في هذا الفن جامع بين الغث و السمين لأن المصنف فقيه فاضل محقق في العلوم الدينيه لكنه ليس من أهل هذا الفن كالجاحظ. (۲۸)

وہ کتاب (کتاب الحیوان للدمیری) اس فن میں مشہور ہے جس میں ہر طرح کی رطب ویابس روایات جمع کئے ہیں۔ اسلئے کہ اس کا مصنف فقیہ فاضل اور علوم دینیہ میں محقق تھے مگر امام جاحظ کی طرح اس فن کا ماہر نہیں ہے۔ اس بات کو مان کر بھی بھینس گائے کی ایک قسم پر کوئی کمزور رائے پیش نہیں کی جاسکتی بلکہ کتاب الحیوان میں علامہ دمیریؒ نے صاحب فن امام جاحظ ہی کے حوالہ سے لکھا ہے۔ قال الجاحظ: الجواميس ضأن البقر، وهذا يقتضي أنها أطيب و أفضل من العرب حتى أنها تكون مقدمة عليها في الأضحية كما يقدم الضأن فيها على المعز (۲۹)

امام جاحظ کہتے ہیں کہ بھینس گائے کی قسموں کی گویا بھیڑ کی طرح ہے اس لئے اس قسم کی بھینس کا گوشت عربی النسل گائے سے زیادہ بہتر اور لذت والا ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے قربانی میں مقدم رکھا جاتا ہے جس طرح کہ بھیڑ اور دُنبہ کو بکری پر مقدم رکھا جاتا ہے۔

لفظ بقر محققین فقہاء کی نظر میں: محققین فقہاء نے لفظ ''بقر'' کا معنوی وسعت کو مان کر لغویین کی تقلید اور اہل لغت اور ماہرین حیوانات کی متفقہ رائے کی روشنی میں بھینس گائے کی ایک قسم مان کر قربانی کے جواز کا حکم از روئے شریعت جائز قرار دیا۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے لغت کی کتاب ''المغرب'' کے حوالہ سے لکھا ہے "الجاموس هو نوع من البقر كما في "المغرب "فهو مثل البقر في الزكوٰة و الأضحية"[30]

بھینس گائے جیسی ہے جیسے (لغت کی کتاب) المغرب میں ہے، پس یہ گائے کی طرح زکوٰۃ اور قربانی کے مد میں ہے۔

علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے۔"و الجاموس كالبقر لأن اسم البقر يتنا ولهما إذ هو نوع منه"[31]

اور بھینس گائے جیسی ہے، کیونکہ بقر کا اسم ان دونوں کو شامل ہے کہ یہ اس کی قسم میں سے ہیں۔ اس کے بعد علامہ موصوفؒ نے قربانی کے جانوروں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

و تجوز بالجاموس لانه نوع من البقر [32] اور بھینس کی قربانی جائز ہے، اس لئے کہ یہ اس کی قسم ہے۔

صاحب ردالمختار نے بھی یہی لکھا ہے: "الجاموس نوع من البقر"[33] بھینس گائے کی قسم ہے۔

علامہ کاسانیؒ سے بھی یہی منقول ہے: و الجاموس نوع من البقر [34]

تحقیق بالا کا خلاصہ: بھینس کی قربانی قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے، عبارت النص (بھیمۃ الانعام) میں بھینس داخل ہے، کیونکہ بھینس بھی ایک حلال بہیمہ کے ساتھ بقر کی ایک قسم ہے۔ لفظ جاموس کے مستقل نام سے مغالطہ میں پڑے لوگ اس کے قربانی کے عدم جواز کے قائل ہیں، حالانکہ قرآن وسنت میں ''جاموس'' کی عدم استعمال عجمیت کی بناء پر ہے، اور یہ ایک عجمی کلمہ ہے۔ جیسے شیخ علی بن اسماعیل بن سیدہ متوفی ۴۵۸ھ نے لکھا ہے:

الجاموس: نوع من البقر دخيل وهو بالعجمية كو امش [35]

بھینس گائے کی ایک قسم ہے، جو اس میں داخل ہے اور اس کا عجمی کلمہ گاو میش ہے۔

یہ عجمی کلمہ عربی میں فارسی زبان سے منتقل ہوا اور اہل عرب کے زیر استعمال بھی رہا ہے جیسے علامہ ابوبکر محمد بن الحسن الازدی بصری متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں: "جاموس اعجمي و قد تكلمت به العرب قال الراجز: رؤية الأقهين الفيل و الجاموسا۔[36]

جاموس عجمی کلمہ ہے اور اہل عرب نے اس پر کلام کیا ہے جیسا الراجز کہتے ہیں خوش عیش لوگوں کی زندگی کا سرمایہ ہاتھی اور بھینس ہے۔

جاموس عجمی کلمہ ہونے کی بناء پر افصح الناس کیسے استعمال کرتے؟ بلکہ جامع الکلم کا تقاضہ ہے کہ بھینس کو گائے کی ایک قسم مان لیا جائے جیسے لغت کی رو سے غنم بھیڑ بکری دونوں کو شامل ہیں، اسی طرح بھینس گائے کی ایک قسم ہے، اہل لغت ماہرین حیوانات اور فقہا کرام کی تحقیقات کی روشنی میں بھینس کی قربانی کا جواز روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

اسم جنس کے اطلاق کی وجہ سے ان اجناس کے پانچ جوڑوں کے کل دس اقسام بشمول تذکیر و تانیث کے بنتے ہیں، جو درج

ذیل ہیں۔ ۱۔اونٹ ۲۔اونٹنی ۳۔گائے ۴۔بیل ۵۔بھینس ۶۔بھینسا ۷۔بھیڑ ۸۔مینڈھا ۹۔بکرا ۱۰۔بکری

﴿ حواشی ﴾

(۱) سورة الحج آیت :۳۴ (۲) البحرالرائق ۱۷۷/۸

(۳) الذبائح فی الشریعة الاسلامیه ، ص ۲۳۳، للدکتور عبدالله عبدالرحیم العبادی المکتبة العصویة بیروت

۴. مختار الصحاح ص :۴۸۲ ۵. القاموس الوافی ص ۸۲۸ دارالفکر بیروت

۶. المصدر السابق ص :۱۰۵۳ ۷. المصدر السابق ۸.سورة الانعام آیت: ۱۴۶

۹. سورة الانبیا آیت ۷۸ ۱۰. سورة طهٰ آیت :۱۸

۱۱. سورة الانعام آیت :۱۴۴ ۱۲. المصدر السابق

۱۳. سورة الغاشیة آیت : ۱۷ ۱۴. مختار الصحاح ص :۴۸۲

۱۵. المنجد ص :۴۶ ۱۶. سورة اعراف آیت :۴۰

۱۷. المنجد ص :۶۷ا ۱۸. تاج اللغة و صحاح العربیة : ۴۹۳/۱

۱۹. حیوة الحیوان الکبریٰ : /۲۰۸ مطبع مصر

۲۰. خلافت امویه اور هندوستان ص:۴۰۴ از مبارکپوری ندوة المصنفین ، اردو بازار جامع مسجد دهلی نمبر ۶ ۱۱ اگست ۱۹۷۵ء ۲۱. بحرالرائق ۲۶۳/۴

۲۲. لسان العرب ۳۵۴/۱۱ ۲۳. القاموس الوافی ص :۳۴۹ دارالفکر بیروت

۲۴. الرائد معجم لغوی مصری ص :۴۹۶ للشیخ جبران مسعود دارالعلم للملایین.

۲۵. المصباح المنیر ۱۰۸/۱ للعلامة احمد بن محمد بن علی المقری الفیومی المتوفی ۷۰۰ھ مشورات دارالهجر ایران

۲۸. التعلیقات السینه علی هامش، الفوائد البهیة فی تراجم الحنیفة ص :۲۰۴ للإمام أبی الحسنات محمد عبدالحئی الکهنوی قدیمی کتب خانه کراچی.

۲۹ حیوة الحیوان الکبریٰ ۲۰۹/۱ ۳۰. شامی ۲۸/۲

۳۱. بحرالرائق : ۲۱۵/۲ ۳۲. المصدر السابق

۳۳. المحکم والمحیط الاعظم فی اللغة ۲۰۱/۷ للشیخ علی بن اسماعیل بن سیده المتوفی ۴۵۸ھ المکتبة التجاریة مصطفیٰ أحمد البازمکة المکرمة.

۳۴. جمهرة اللغة ۳۸۸/۳ لأبی بکر بن الحسن الازدی البصری المتوفی ۳۲۱ھ دارصادر.

حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(قسط نمبر ۱۴)

مولانا سمیع الحق اور مولانا حسن جان شہیدؒ کا سفر زاہدان

مولانا سمیع الحق مدظلہ کے خطاب کا بقیہ حصہ:

تہذیبوں کی جنگ: تہذیبوں کی جنگ کے نام پر اسلامی تہذیب کو مٹانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بنیاد پرستی کے نام سے بھی ہمیں اپنے دین سے بیزار بنانے کا حربہ استعمال ہورہا ہے۔ قرآن وسنت ہماری بنیادیں ہیں۔ اس وقت ساری قومیں اور امتیں بے بنیاد اور بے سند ہیں۔ بنیاد کا معنی ہے نسب معلوم ہونا۔ یہ بات تو قابل فخر ہے جس کا نسب معلوم ہو وہ حلالی ہوتا ہے اور اسکے مقابل جس کا نسب معلوم نہ ہو بنیاد نہ ہو وہ حرامی ہے۔ لیکن الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق وہ حلالیوں پر طعنے لگا رہے ہیں کہ یہ بنیاد پرست ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے روح کو سلب کرنے کا حربہ:

درحقیقت کفر ہماری بنیادوں کو ہلانا اور مٹانا چاہتا ہے اس بنیاد کا مظہر اسلامی تعلیمات قرآن وسنت اور جہاد ہے۔ ان سب کے صفایا کرنے کا دشمن نے فیصلہ کیا ہے۔ خطرات ایران کے دروازے تک بھی پہنچ چکے ہیں لیکن ایرانی انقلاب کی بدولت آپ براہ راست حملے سے محفوظ ہیں۔ جبکہ دیگر اسلامی ممالک بشمول پاکستان سعودی عرب مصر اور شام کے انکا ہدف ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا پہلا وار اسلامی تعلیمات کے نظام کو یکسر بدل دینا اور اسکی اصل روح کو سلب کردینا ہے۔ مدارس انکا اولین ٹارگٹ ہے اور دوسرے نمبر پر دیگر عصری اداروں میں نصابوں سے اسلامی تعلیمات جو پہلے سے ان اداروں میں برائے نام اور کم تھے نکالے جارہے ہیں۔ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے امریکہ نے چھ سوملین ڈالرز صرف پاکستان کے مدارس کے سلسلے میں وقف کئے ہیں مدارس میں جدید تعلیمات سائنس وٹیکنالوجی کے نام سے اسلامی تعلیمات کی روح ختم کرنے کی کوشش شروع ہے

امت کے تشخص وحمیت کو خطرہ:

اسی پر اکتفاء نہیں بلکہ ہماری ثقافت کو تباہ کیا جارہا ہے۔ آزادی کے نام پر بے حیائی کو پھیلایا جارہا ہے۔ دنیا بھر میں امت مسلمہ کے خلاف میڈیا بھی سرگرم عمل ہے جو ایک جدید جنگی حربہ ہے۔ یہود چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھر گھر میں فحاشی وبے حیائی پہنچ جائے اس کے نتیجہ میں امت کی تہذیب وثقافت دم توڑ بیٹھے۔ دوسری طرف ہمارے

حکمران سیکولر بننے پر فخر کرتے ہیں۔ مصطفیٰ کمال جیسا ملحد و بے دین ان کا آئیڈیل ہے۔ تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ امت پر ایسا سخت وقت کبھی نہیں آیا جس سے اس کی تشخص وحمیت کو خطرہ لاحق ہوا ہو۔ بات لمبی ہوگئی ہے لیکن وقت کا تقاضا یہی ہے کہ دشمن کے ان حربوں کو سمجھا یا جائے۔

صلیبیت کا حرب جدید:

ہمارے خلاف دوسرا بڑا حربہ مغرب کا غلط پروپیگنڈہ ہے۔ وہ ہمیں دنیا کے سامنے ایک غلط رنگ میں پیش کررہا ہے کہ مسلمان دہشتگرد ہیں' پوری دنیائے کفر کا میڈیا بیک آواز ٹیررازم کو مسلمانوں کے ساتھ باندھنے کی بکواس جاری رکھے ہوئے ہے۔ مسلمانوں کو ختم کرنے سے قبل دنیا کے سامنے وہ اتنے زور وشور سے مسلمانوں کا بھیانک نقشہ (ارھابیت کا) پیش کرنا چاہتا ہے' تاکہ مسلمانوں کے مقابل ساری قومیں ان کا ساتھ دے۔ اور سب یہ کہنے لگے کہ یہ امت تو واقعی بڑی خراب اور بری ہے۔ اس نقشے کو دیکھ کر سب کہیں گے کہ انہیں ختم کردو۔ صلیبی جنگوں میں یہ حربہ استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ یہ صلیبیت کا حرب جدید ہے کہ مسلمانوں کو اتنا بدنام اور مسخ کر کے پیش کرو کہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگے۔ اور پوری دنیا انہیں اپنا دشمن سمجھے۔

اسلام کی حقیقت اور روشن چہرے کا تحفظ: درحقیقت اسلام عدل وانصاف' سلامتی اور انسانیت کے تحفظ کا دین ہے۔ اسلام کا معنی سلامتی اور ایمان کا معنی امن ہے۔ ایمان اور اسلام کے مفہوم میں امن وسلامتی ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده ایک روایت میں المسلم من سلمه الناس بھی آیا ہے۔ مسلمان وہ ہے جس سے پوری بنی نوع انسانیت محفوظ ہو۔ اب اس حقیقت کو مسخ کرنے کیلئے انہوں نے ارھابیت کا الزام لگایا اور اس کاز میں پورا عالم کفران کے ساتھ کھڑا ہے۔ یہ بڑا شدید خطرہ ہے اس کا توڑ اشد ضروری ہے۔ الدین السمحة البیضاء اسلام کے روشن چہرے کا تحفظ وقت کا اہم تقاضا ہے۔

موجودہ صورتحال کی مثال یوں ہے کہ ایک گھر میں ہیروں اور جواہرات کا قیمتی خزانہ ہے اور اسکی حفاظت کیلئے باہر چوکیدار کھڑا ہے چور اس پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے چور اس چوکیدار کو ہٹائیں گے اور اس کیلئے وہ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ شور مچاتے ہیں کہ چور چور چور۔ لوگ آکر چوکیدار کو چور سمجھنے لگتے ہیں اور اسے بھگا دیتے ہے۔ اب چوکیدار نہ رہا تو چوروں کیلئے خزانے کے دروازے خود بخود کھل جائینگے۔ ایسی ہی صورتحال عالم اسلام کی ہے

''وحدت کا مقابلہ وحدت سے'' ایران ان دنوں ہفتہ وحدت منا رہا ہے اچھی بات ہے لیکن یہ جان لینا چاہئے کہ وحدت زبانی جمع خرچ اور باتوں سے نہیں آتا۔ ہمیں وحدت کا مقابلہ وحدت سے کرنا ہوگا۔ کافر قومیں بغیر کسی اعلان کے اپنے تمام اختلافات اور جھگڑے چھوڑ کر عملاً متحد ہو چکی ہیں۔ گزشتہ چودہ سو برس میں عالم کفر کا ایسا اتحاد سامنے نہیں آیا جیسا کہ اب ہے۔ اسلام اور کفر کی گزشتہ لڑائیوں میں کچھ نہ کچھ کافر ہمارے پشت پر بھی ہوتے۔ کچھ کافر

قوتیں غیر جانبدار بھی ہوتی ہیں۔ ماضی قریب میں روس ہمیں متار رہا تھا تو اس کے مدمقابل امریکہ ہمارا ساتھ دے رہا تھا۔ اسی طرح امریکہ اگر کسی کے خلاف اٹھتا تو روس اسکے مقابل انکے ساتھ کھڑا ہو جاتا ماضی بعید میں صلیبی جنگوں کے دوران تمام کافر ہمارے مقابل متحد اور اکٹھے نہیں ہوئے تھے۔ کچھ ہمارے ساتھ بھی کھڑے تھے لیکن آج پورا عالم کفر یہودیت، عیسائیت، ہندو، اسرائیل، بھارت، امریکہ اور یورپین ممالک سب ایک ہو چکے ہیں نہ صرف یہ بلکہ مشرقی ممالک فار ایسٹ، جاپان، چین، تھائی لینڈ سب کے سب امریکہ کے ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ اتنا بڑا وحدت کبھی ظہور میں نہیں آیا تھا اور پھر سب سے بڑی بدقسمتی یہ کہ ہمارے حکمرانوں کی اکثریت بھی اسی وحدت میں شامل ہیں اور وہ اسے عالمی کولیشن کا نام دیتے ہیں۔ ان حکمرانوں کو شرم آنی چاہئے مسلمان کافر کیساتھ کبھی اتحاد نہیں کر سکتا۔ اب کفر کے وحدت کا مقابلہ ہم وحدت ہی سے کرسکیں گے۔ وحدت کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنے اعتقادات اور فروعی اختلافات سے دستبردار ہو جائیں۔ یہ سب کچھ تو تاریخ سے چلا آرہا ہے وحدت یہ ہے کہ اس وقت ان جھگڑوں کو پیچھے ڈال دیں۔ پوری امت یکجہتی کے ساتھ بڑے دشمن کے مقابل ایک ہو جائیں۔ اور ثابت کریں کہ کوئی شیعہ ہے سنی ہے دیوبندی ہے بریلوی ہے مقلد ہے غیر مقلد ہے اسلامی مملکت کا جو بھی شہری ہے جس سیاسی پارٹی سے بھی اسکا تعلق ہے حزب اختلاف سے ہے یا حزب اقتدار سے ہے دشمن کے مقابلے میں سب امت واحدہ اور جسد واحدہ ہے ہمارے وجود کو مٹانے کی اسکیم شروع ہو چکی ہے۔ ہم پاکستان میں بھی باہمی اتحاد کی کوشش میں لگے ہیں دیکھیں اگر ہماری حکومتیں دینی مدارس کو مٹانے اور نصاب کو بدلنے کی کوشش کرینگی تو وہ اس سلسلے میں شیعہ، سنی، دیوبندی اور بریلوی کا کوئی فرق نہیں کرینگی۔ جس مکتب فکر سے بھی تعلق ہو انکی نگاہ اسلامی تعلیمات کی روح کو ختم کرنا ہے۔ میرا پیغام یہی ہے کہ امت پر سخت اور نازک وقت آیا ہے ہمیں ایک جسم کی مانند ایک ہونا پڑے گا تب ہی ان شاء اللہ ہم کفری وحدت کو توڑ سکیں گے ورنہ تو ہماری نجات کا کوئی راستہ نہیں۔ ایران میں ہم نے علماء کرام سے ملاقاتیں کیں مدارس دیکھے ان میں طلباء کی جم غفیر دیکھی اس سے ہمارا ایمان تازہ ہوا۔ یکجہتی اور محبت کی جو فضاء ہم نے دیکھی یہ ہمارے لئے ایک نمونہ ہے۔ پاکستان میں بھی الحمدللہ مسلمانوں میں یکجہتی ہیں۔ دشمن شیطان بیچ میں آکر تخریب کاری کرتا ہے۔ کبھی سنیوں کو مارتا ہے اور کبھی شیعوں کو مارتا ہے امید ہے ان شاء اللہ آپ لوگوں کا مستقبل اس ملک میں محفوظ ہوگا۔ آپکے ہاں مولانا عبدالحمید مدظلہ اور ان جیسے دیگر جید علمائے کرام کا ہونا انعام ربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اداروں کو قائم و دائم اور اپنی حفاظت میں رکھیں عالم اسلام کو عالم کفر کی شر سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔ و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

__براسان کے تفریحی مقام پر عشائیہ:__ جلسے کے اختتام پر نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق رات کے کھانے کے لئے ہمیں مولانا عبدالحمید مدظلہ زاہدان سے باہر ایک مشہور تفریحی مقام براسان لے گئے۔ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے گوربن اور چشم زیارت سے ہوکر گزرے۔ براسان زاہدان اور گرد و نواح کے لوگوں کیلئے ایک

خوبصورت تفریح گاہ ہے' جہاں ایک بہت بڑا خیمہ نما ہال بلوچی طرز سے انتہائی خوبصورتی کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے۔ مقامی لوگ شادی وغیرہ کی تقریبات کیلئے یہ جگہ بطور ''شادی ہال'' کے استعمال کرتے ہیں۔ براسان بلوچی زبان میں بھائیوں کو کہتے ہیں۔ یہ تفریحی مقام بھی دو بلوچی بھائیوں حاجی امین اور حاجی وحید کی ملکیت ہے۔ اس خیمہ نما ہال کو بلوچی ثقافت کے مطابق عمدہ کاری گری سے مزین کیا گیا تھا۔ جابجا روشنی کے استعمال کیلئے قدیم انداز سے لالٹینیں بھی آویزاں نظر آئیں۔ ہم جب اس تفریح گاہ کے مین گیٹ پر پہنچے تو اسکے دونوں مالکان پہلے سے منتظر ہمارے استقبال کیلئے گاڑی کی طرف لپکے۔ علماء کی آمد پر ان کی دلی خوشی کے آثار انکے چہروں اور پیشانیوں پر نمایاں تھے۔ کچھ مقامی علماء جو یہاں مدعو تھے وہ ہم سے پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔

<u>بلوچستان کے نائب رہبر' گورنر اور پاکستانی قونصلروں سے ملاقات:</u> اہل تشیع کے نائب رہبر بلوچستان آقائے سلیمانی اور حکومتی گورنر محمد حسین امینی بھی ہمارے ساتھ ہی پہنچے۔ معانقہ و ملاقات کے بعد آقائے سلیمانی نے مولانا سمیع الحق کو کہا کہ میں نے آپ کی تقریر سنی موجودہ حالات اور تقاضوں کے متعلق نہایت عمدہ تھی۔ اس نے پاکستان اور ایران کے تعلقات سے متعلق کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تعلقات اور بھی بڑھے اور اس سلسلے میں ایران پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے بعض سرحدی علاقوں کو بجلی فراہم کرر ہا ہے۔ اس دوران پاکستان کی طرف سے تعینات قونصلر محمود خان اور معاون قونصلر بھی یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے لیٹ پہنچنے پر معذرت کی۔ مولانا صاحب نے انہیں کہا کہ آپ تو یہاں میزبان ہیں اور کہا کہ پوری ملت مسلمہ کی اخوت ضروری ہے لیکن خصوصاً پاکستان اور ایران پڑوسی ہونے کے ناطے زیادہ قریب ہونے چاہئیں۔ مزید یہ کہ فارسی زبان سے بھی ہمارا گہرا ربط و تعلق ہے۔ علم دین کا ایک بہت بڑا ذخیرہ فارسی زبان میں ہے۔ مجدد الف ثانیؒ ' شاہ ولی اللہؒ شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ محمد اسحاقؒ کے توسط سے ہمیں علم کا زیادہ حصہ فارسی میں پہنچا۔ انگریز نے کافی کوششیں کیں کہ فارسی سے ہمارا تعلق کٹ جائے لیکن الحمدللہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ مقامی گورنر انجینئر محمد حسین امینی نے ہمیں کھانے کی دعوت دی۔ تو مولانا صاحب نے کہا کہ ہمیں ایئرپورٹ سے ہی آپ کی محبت' قدرشناسی اور مہمان نوازی کے آثار دکھائی دیئے۔ نائب رہبر سلیمانی صاحب نے کہا کہ آپ کے تو گوناگوں حقوق ہیں ایک طرف تو آپ مہمان ہیں تو دوسری طرف پڑوسی اور تیسری طرف علماء ہیں۔ میں نے پاکستانی قونصلر سے پوچھا کہ یہاں کتنے قونصلیٹ ہیں تو انہوں نے بتایا کہ ایران میں دو پاکستانی قونصلیٹ قائم ہیں۔ پہلا مشہد اور دوسرا زاہدان میں۔ ان مقامات کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ مشہد میں پاکستانی زیادہ ہیں اور زاہدان میں زیادہ تر کاروبار کی وجہ سے لوگوں کا آنا جانا رہتا ہے۔ میں نے معلومات کیلئے مزید سوال کیا کہ پاکستانی بارڈر کتنے فاصلے پر ہے تو بتایا گیا کہ زاہدان سے بچاسی کلومیٹر کے فاصلہ پر تفتان بارڈر واقع ہے۔ یہاں خوردونوش سے فراغت پانے کے بعد مولانا عبدالحمید صاحب کے مکان کو واپسی ہوئی۔ مولانا سمیع الحق کیلئے مولانا

عبدالحمید صاحب نے خصوصی طور پر اپنا مکان خالی کیا تھا۔

<u>علماء سے ملاقاتیں:</u> بروز پیر ۱۰ رمئی ۲۰۰۴ء نماز فجر با جماعت ادا کرنے کے بعد مختلف علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جن میں مولانا یوسف مؤسس مدرسہ عین العلوم سراوان' مولانا خالد' مولانا عبدالخالق جنہوں نے معارف القرآن (مولانا مفتی شفیعؒ) کا فارسی ترجمہ کیا۔ موصوف نے اس کے علاوہ حجۃ اللہ البالغۃ پر بھی فارسی میں کام کیا ہے' مولانا عثمان مہتمم مدینۃ العلوم خاش' مولانا عبدالرحمٰن تلمیذ حضرت بنوریؒ 'اور دیگر کئی علماء شامل تھے۔ مولانا سمیع الحق نے ان علماء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں آپ کے پاس آنا چاہیے تھا ہم اس پر آپ کے احسان مند ہیں۔

<u>نائب رہبر حجۃ الاسلام سلیمانی کے ہاں ناشتہ:</u> صبح ۸ بجے حسب پروگرام ناشتے کیلئے نائب رہبر حجۃ الاسلام سلیمانی کے ہاں جانا ہوا۔ انکے مکان کے بالائی حصے پر ناشتے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں بلوچستان کی فوج اور پولیس کے سربراہوں کے علاوہ بعض مقامی سرکردہ شیعہ علماء بھی مدعو تھے۔ اس مجلس میں مختلف امور پر تبادلہ خیال بھی ہوا۔ آخر میں میزبان موصوف نے چمڑے پر چار قل (سورۃ الکافرون' سورۃ الاخلاص' سورۃ الفلق' سورۃ الناس) کا خوبصورت پورٹریٹ بھی مہمانوں کو ہدیۃً دیا۔ اسکے بعد مولانا عبدالحمید ہمیں زاہدان شہر دکھانے کیلئے لئے گئے۔

<u>تبلیغی مرکز زاہدان میں:</u> تبلیغی مرکز زاہدان بھی گئے ۔یہ مرکز ایران کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اسوقت وہاں سوات کی ایک جماعت مصروف تعلیم تھی۔ اس مرکز کے شوریٰ کے سربراہ حاجی عبدالرؤف صاحب کی تشکیل چونکہ ترکی کو ہوئی تھی' اسلئے انکے نائب اور شوریٰ کے ممبر جناب مولانا عبدالعزیز نے ہمارا استقبال کیا۔ یہاں مولانا عبدالحمید نے مولانا الیاسؒ کا یہ مشہور واقعہ بھی سنایا کہ جب انہوں نے ابتداء میں تبلیغی کام شروع کیا تو وہ مختلف امور میں مشاورت کیلئے مولانا مفتی کفایت اللہؒ کے پاس جامعہ امینیہ دہلی آتے تھے۔ اسی زمانے میں دارالعلوم زاہدان کے مؤسس اور سابق مہتمم مولانا عبدالعزیزؒ وہاں پڑھتے تھے۔ ایک موقع پر مولانا الیاسؒ نے مولانا عبدالعزیزؒ کو کہا کہ ان شاءاللہ جب تبلیغ والے ایران آئے تو انکی نصرت اور معاونت کرنا۔ مولانا عبدالعزیزؒ نے اس زمانے کے حالات کو مدنظر رکھ کر کہا کہ تبلیغ والوں کو تو لوگ بستی نظام الدین میں نہیں چھوڑتے ہیں تو ایران تک کیسے پہنچیں گے؟ وقت گزرتا گیا مولانا عبدالعزیز فارغ ہو کر ایران چلے گئے۔ ۵۱ء یا ۵۲ء کی بات ہے جب پہلی تبلیغی جماعت ایران کے شہر زاہدان پہنچی تو مولانا عبدالعزیزؒ کے پاس مقامی لوگ آئے اور کہا کہ کچھ لوگ بسترے اٹھائے دعوت و تبلیغ کیلئے مسجد میں آئے ہیں۔ اس پر مولانا عبدالعزیزؒ کو طالب علمی کے زمانہ کی وہ بات جو مولانا الیاسؒ نے اس وقت کہی تھی یاد آئی اس پر فوراً دوڑتے ہوئے' انکے خوش آمدید کیلئے مسجد پہنچے۔ آج الحمدللہ ایران میں یومیہ درجنوں جماعتوں کی تشکیل ہوتی ہیں۔

<u>عیدگاہ زاہدان اور مساجد کی تعداد:</u> پھر زاہدان کا وسیع وعریض عیدگاہ بھی دکھائی گئی جسمیں تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد بیک وقت نماز عید ادا کرتے ہیں' مولانا عبدالحمید صاحب ہی اسکی خطابت وامامت انجام دیتے ہیں' میں نے

مولانا عبدالحمید سے پوچھا کہ زاہدان میں مساجد کی تعداد کتنی ہے تو انہوں نے بتایا کہ تقریباً ۲۲۵ ہے انمیں بیس (۲۰) مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھائی جاتی ہے بعد میں مختلف شاہراؤں اور بازاروں سے بھی گزر ہوا اور پھر ہم دوبارہ دارالعلوم زاہدان پہنچے۔

مفتی قاسم سے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت پر تبادلہ خیال: یہاں مفتی قاسم صاحب سے تفصیلی تعارف اور تبادلہ خیال ہوا۔ موصوف مدرسہ کے مفتی ہونے کیساتھ ساتھ صاحب ذوق قلم کار بھی ہیں۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے خاص شیدائی ہیں۔ اسی بنیاد پر انہوں نے علی میاںؒ کی کئی کتابوں کا ترجمہ بھی فارسی زبان میں کیا ہے۔ دورۂ ایران میں خاص طور پر یہ بات بھی سامنے آئی کہ یہاں کے علماء تصنیف و تالیف کا خاص ذوق رکھتے ہیں۔ جس عالم دین سے بھی ملاقات ہوئی وہ کسی نہ کسی کتاب کا مصنف، مؤلف یا مترجم تو ضرور تھا۔ مفتی قاسم نے اپنی گفتگو میں احقر کو بتایا کہ یہاں کالج و یونیورسٹی کے طلباء کی تربیت پر خاص توجہ نہیں، اس لئے ہم نے کچھ عرصہ قبل ایسے طلباء کو جمع کیا اور ان کو خاص ان کے ذہنی معیار کے مطابق دروس دیئے گئے۔ اور پھر انہیں حضرت علی میاںؒ کی کتابیں دیں۔ میں نے کہا کہ ہمارے ہاں پاکستان میں بھی اس سلسلے میں کافی سستی نظر آتی ہے اور عملاً ایسے نوجوانوں کی تربیت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اگر تبلیغی جماعت نہ ہوتی تو پھر تو قصہ زیادہ خراب ہوتا۔ کوئی ایسی ترتیب بننی چاہیے کہ ایسے لوگوں کو ماہانہ درس دیا جائے۔ مفتی قاسم نے رخصت ہوتے وقت ہمیں اپنی قیمتی تالیفات سے بھی نوازا۔

تہران واپسی زاہدان کے ہوائی اڈے تک درجنوں علماء ہمیں الوداع اور رخصت کرنے کیلئے آئے۔ ظہر کے وقت زاہدان سے بذریعہ جہاز تہران واپسی ہوئی۔

معرض کتاب: تہران میں ہر سال دنیا بھر کی مطبوعات کی سیل لگتی ہے۔ جسے وہاں معرض کتاب کہتے ہیں۔ اتفاقاً وہ انہی دنوں میں تھی۔ ہم اسے دیکھنے کیلئے بھی گئے۔ جہاں بڑے بڑے ناشرین کتب جیسے انتشارات فاروق اعظم، انتشارات صدیقی، انتشارات شیخ الاسلام احمد جامؒ کے مالکان مولانا عبدالمجید مرادزہی اور مولانا فقیر محمد اور مولانا سرور جامی صاحبان نے ہمیں اپنی اپنی مطبوعات سے خصوصی طور پر نوازا۔ ہوائی سفر کی بدولت ہم نے کتب کا بہت بڑا ذخیرہ یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ ان کا لے جانا ممکن نہ ہوگا۔ بہر حال ان حضرات کے اخلاص و محبت و عقیدت کی کوئی حد نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ معرض سے بزرگ آزادی ہوٹل واپسی ہوئی۔

دورۂ مشہد: رات دس بجے کے قریب ایرانی ائیرلائن کی فلائٹ سے مشہد جانا ہوا۔ مشہد صوبہ خراسان کا صدر مقام ہے۔ اس یک روزہ دورے میں مدرسہ تعلیم القرآن شورک واقع برلب شارع سرخس کے ختم بخاری شریف میں شرکت کے علاوہ مرقد امام رضاؒ، مرقد ہارون الرشیدؒ، مرقد امام غزالیؒ، مشہور شاعر و مصنف شاہنامہ فردوسی کے مرقد، امام رضا کمپلیکس اور مسجد گوہر شاد وغیرہ پر جانے کا موقع ملا۔ جس کا تفصیلی بیان دوسرے سفر ایران کے ضمن میں شروع کی اقساط

میں گزر چکا ہے۔اگلے دن شام کو ۱۱رمئی بروز منگل تہران واپسی ہوئی۔رات پرانے مسکن میں گزاری۔

کراچی واپسی: آج ہماری واپسی تھی۔واپسی سے قبل حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ کے ایک افغانی معتقد کے ہاں ناشتہ کیا۔موصوف کا نام تو یاد نہیں بہرحال ان کا اخلاص ومحبت کمال کی حد تک تھا۔انہوں نے اپنی محبت کی ایک ایک نشانی (ایرانی مصلیٰ) چلتے وقت ہمیں دی۔اور پھر اپنی گاڑی سے ایئرپورٹ تک پہنچایا۔ساڑھے نو بجے ہم تہران سے کراچی فلائٹ نمبر IR-812 سے روانہ ہوئے۔

قیام کراچی: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے کراچی سے اپنی مصروفیات کی بناء پر اسلام آباد جانا طے کیا۔جبکہ احقر اور حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ نے دو روز تک کراچی میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا۔پاکستانی وقت کے مطابق تقریباً ایک بجے ہم کراچی ایئرپورٹ پر اترے۔پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت ہمیں لینے کیلئے حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان مدظلہ کے معتمد خاص مولانا منصور الرحمٰن صاحب ائیرپورٹ آئے تھے۔ہم نے جامعہ احسن العلوم کا رخ کیا جبکہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ متصل دوسری فلائٹ سے اسلام آباد روانہ ہوئے۔دوران قیام کراچی مولانا مفتی زرولی خان صاحب ہمیں اپنے سمندر کے کنارے نوتعمیر جامعہ احسن القاصد دکھانے لے گئے۔یہیں ناشتہ کے موقع پر مولانا عبدالرشید انصاری صاحب مدیر ماہنامہ ''نور علی نور'' اور حضرت مولانا فداالرحمٰن درخواستی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔شرکائے مجلس سے کراچی کے خونریز سیاسی حالات پر تبادلہ خیال ہوا۔بعد میں مولانا فداالرحمٰن درخواستی کے ہاں جامعہ انوارالقرآن کراچی حاضر ہونے کا بھی موقع ملا۔جامعہ میں مولانا حسن جان شہیدؒ کا خصوصی خطاب ہوا۔جس میں انہوں نے دینی تعلیم کی اہمیت، مقام ومرتبہ اور قرآن حکیم کے اعجاز اور علوم کا سمندر ہونے پر تفصیلی دلائل دیئے۔

قیام کراچی کے دوران احقر کی سکونت ایک رات اپنے خالو مولانا یوسف خان صاحب جو مولانا مفتی زرولی خان صاحب کے بھانجے اور جامعہ احسن العلوم کے استاذ ہیں کے ہاں رہا اور دوسری رات دوسرے خالو جناب سہیل اقبال صاحب کے مکان واقع ڈیفنس میں رہنے کا اتفاق ہوا جبکہ مولانا حسن جان شہیدؒ مولانا مفتی زرولی خان صاحب کے مہمان خانہ میں مقیم رہے۔

اختتام سفر: کراچی کے اس دوروزہ کے بعد جمعہ کے روز ۱۴رمئی پی آئی اے کی فلائٹ 350 سے صبح نو بجے پشاور کیلئے روانگی ہوئی۔تقریباً بارہ بجے پشاور پہنچے، مولانا حسن جان شہیدؒ کے فرزند ہمیں لینے ایئرپورٹ آئے تھے۔خطابتِ جمعہ کے لئے مولانا حسن جان شہیدؒ درویش مسجد پشاور صدر پہنچے۔موصوف نے اپنا خطاب دورۂ ایران کے موضوع سے کیا۔جس میں ایران کے تفصیلی دورہ کے حالات ذکر کئے۔نماز سے فراغت پر ان کے ہمراہ ظہرانہ کیا اور پھر احقر واپس اکوڑہ خٹک روانہ ہوا۔ آئبون تائبون لربنا حامدون۔

جناب شفیق الدین فاروقی

دار العلوم کے شب و روز

<u>دار العلوم کے کتب خانہ کی منتقلی:</u> ایوان شریعت کے عظیم الشان ہال کی پہلی منزل میں نئی شاندار عظیم الشان لائبریری کا گزشتہ ماہ افتتاح ہوا۔ نئی لائبریری جو ایک خوبصورت بڑے ہال کے اندر بنائی گئی ہے' انتہائی خوبصورت انداز اور نئی طرز تعمیر کا بہترین مجموعہ ہے۔ قدیم لائبریری جو ضروریات کے لحاظ سے چھوٹی پڑ گئی تھی اسی لئے مولانا مدظلہ کی شبانہ روز توجہ اور خصوصی کاوشوں سے نئی لائبریری کا وجود سامنے آیا اس نئی لائبریری سے دار العلوم کے ظاہری و معنوی حسن و جمال میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

<u>سوئیڈن کے صحافیوں کی دار العلوم آمد:</u> ۰۲/ نومبر ۲۰۰۷ کو سوئیڈن کے اہم ٹی وی ایکووم کے پروڈیوسر لینرٹ برجرن (Lennart Berggren) اپنی ٹیم کے ہمراہ دار العلوم تشریف لائے اور دار العلوم کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا اور حضرت مولانا صاحب مدظلہ سے انہوں نے مختلف عالمی اور پاکستان کے قومی مسائل پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا

<u>عرب امارت کے صحافیوں کی دار العلوم آمد:</u> ۰۷/ دسمبر ۲۰۰۷ء بروز جمعہ کو عرب امارت کے صحافی دار العلوم تشریف لائے' انہوں نے دار العلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے عالم اسلام اور پاکستان کے حالات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔

<u>مغربی سفارتکاروں کی دار العلوم آمد:</u> ۵ دسمبر ۲۰۰۷ء بروز بدھ کو مغربی سفارت کاروں نے دار العلوم کا دورہ کیا آپ نے دار العلوم کے کئی اہم شعبوں کا معائنہ کیا اور خصوصاً کمپیوٹر کے نئے شعبے اور دار العلوم کے تعلیم القرآن ہائی سکول کو دیکھ کر ان کی حیرت میں مزید اضافہ ہوا کہ دار العلوم حقانیہ کے ساتھ عصری علوم کا یہ قدیم ترین ادارہ علاقہ بھر میں نئی تعلیم کی روشنی پھیلا رہا ہے۔ آخر میں انہوں نے مولانا راشد الحق مدیر الحق کے ساتھ دار العلوم حقانیہ کے نصاب اور دیگر اہم موضوعات پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔

<u>حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے پوتے اور مدیر الحق مولانا راشد الحق سمیع کے بیٹے کی پیدائش:</u>

بروز منگل ۲۰/ نومبر ۲۰۰۷ بمطابق ۰۹/ ذیقعدہ طلوع آفتاب کے وقت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ہاں پوتے کی پیدائش ہوئی۔ محمد عمر سلمہ مولانا راشد الحق صاحب کے دوسرے فرزند ہیں۔ اس موقع پر ایک پروقار عقیقہ مسنونہ کا اہتمام کیا گیا جس میں دار حفظ کے چھوٹے بچوں کیلئے دعوت کا انتظام بھی کیا گیا۔ قارئین سے نومولود کیلئے نیک دعاؤں کی درخواست ہے۔ ادارہ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور مدیر الحق مولانا راشد الحق سمیع کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

ادارہ

تعارف تبصرہ کتب

نام کتاب: تنشیط الاحوذی شرح جامع ترمذی افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا نورالھدی صاحب مدظلہ

ضخامت: ۴۲۴ صفحات ج ۱ قیمت: درج نہیں ناشر: حافظ سید لیاقت علی شاہ جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھی مسلم سوسائٹی کراچی

صحاح ستہ میں جامع السنن للامام الترمذی بالاتفاق شامل ہے اور سالہا سال سے محدثین و محققین کی تحقیقات اور تدقیقات کی جولانگاہ رہی ہے۔ ہر دور میں علماء نے اس کتاب کی بھرپور خدمت کی ہے یہی وجہ ہے کہ کثیر تعداد میں اس کی شروح مختصراً اور مطولاً پائی جاتی ہے اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری وساری ہے۔ حال ہی میں شیخ الحدیث مولانا نورالھدیٰ صاحب مدظلہ نے عربی زبان مین اسکی سہل آسان اور انتہائی جامع شرح بنام "تنشیط الاحوذی" شائع کرائی ہے۔ نبذۃ من خصائص تنشیط الاحوذی کے زیر عنوان ڈاکٹر شمس الھدیٰ صاحب رقمطراز ہیں۔

ا۔ تحقیق السند واحوال الرواۃ ب۔ التحقیقات اللغویہ ج۔ شرح الاحادیث د۔ التطبیق بین الاحادیث المتعارضۃ ظاہرا ھ۔ تحقیق المذاہب المتعددۃ وغیرھا وتحقیق ادلتھا و۔ المذھب الحنفی فی ضوء احادیث الابواب ز۔ ترجیح المذھب المنصور ح۔ النکات النادرہ والفوائد النفیسہ ط۔ تلخیص الکتب المحولۃ علیھا ی۔ اجوبۃ الاعتراضات الواردۃ علے الاحادیث ک۔ الامتزاج بین الحدیث والفقہ ل۔ الرد علی الآراء الفاسدۃ والافکار الکاسدۃ بالحجج الباھرۃ م۔ الاجتناب عن التطویل بلا طائل والاطناب ن۔ سہل الضبط والبیان

آپ کی یہ عظیم الشان علمی اور تحقیقی کاوش قابل صد مبارکباد ولائق تحسین ہے۔ کہ آجکل جو سہل انگاری اور تساہل پسندی کا رجحان عام ہے۔ عربی شروح اور حواشی کے بجائے اردو شروحات کے مطالعہ کا ذوق غالب ہے۔ ایسے دور اور ایسے حالات میں تنشیط الاحوذی جیسی شرح طلبہ اور فضلاء اور مدرسین حضرات کیلئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ خدا کرے کہ اس شرح کی باقی جلدیں بھی جلد منصۂ شہود پر آجائیں اور علمی دنیا اس سے مستفید اور مستفیض ہو۔

نام کتاب: پاک وہند کے نامور علماء ومشائخ فقیہ العصر حضرت مولینا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ

مرتب مولانا حافظ قاری سید اکبر شاہ بخاری ضخامت ۳۲۰ صفحات

قیمت: درج نہیں ناشر: ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فضلاء میں سے تھے جنہیں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ سے شرف تلمذ حاصل تھا اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اجل

خلفاء شیخ المحدثین حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ سے تصوف اور سلوک میں خلافت اور اجازت کا شرف حاصل تھا۔آپ کی زندگی دین کی تبلیغ اصلاح وفلاح تدریس وتعلیم اور تصنیف میں گزری۔ سینکڑوں تصانیف ومقالات آپ کے قلم سے منصۂ شہود پر آئے ہیں۔زیر نظر کتاب جو حضرت مفتی صاحب کے شخصی مقالات وتاثرات کا نادر ونایاب مجموعہ اور اکابر ومشائخ کے حالات وواقعات کا حسین گلدستہ ہے۔ اسے حافظ قاری مولانا سید اکبر شاہ صاحب بخاری نے مرتب کیا ہے اس کتاب میں حضرت مفتی صاحبؒ کے وہ نادر ونایاب مضامین آئے ہیں جو مختلف رسائل اور مختلف تصانیف میں شائع ہوئے تھے البتہ اس میں بعض مضامین اور تاثرات وشذرات ایسے بھی ہیں جنھیں مرتب نے آپ کی تالیفات سے اخذ کر کے مرتب کیے ہیں۔مرتب کتاب مولانا حافظ محمد اکبر شاہ صاحب کو حق تعالیٰ نے اکابر کے حالات وسوانح اور ان کے علوم ومعارف اور مواعظ ومقالات کو شائع کرنے کی جو سعادت بخشی ہے اللہ تعالیٰ انکی سعی کو مشکور فرمائیں صوری ومعنوی لحاظ سے کتاب اس قابل ہے کہ ہر لائبریری اور کتب خانے کی زینت بن جائے۔

نام کتاب: مفاتیح الابواب لمن اراد ان یصل الی اساریر الکتاب شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد یوسف صاحب

ضخامت ۴۴۰ صفحات قیمت: درج نہیں ناشر: مکتبہ عثمانیہ رحیم یار خان پنجاب پاکستان

آیۃ من آیات اللہ الامام الھمام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی شخصیت علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ سرزمین ہند اور برصغیر میں آپ کا وجود اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھا۔ دین وشریعت کے اسرار ورموز سے جس انداز میں آپ نے پردہ اُٹھایا اور اس کی نقاب کشائی کی۔ اس کی ساری دنیا میں اُس زمانہ سے لیکر آج تک مثال نہیں ملتی۔ آپ کی تمام تصنیفات ومضامین انتہائی اعلیٰ پایہ کی ہیں اور وہ بہت ہی ادق اور تحقیق طلب مسائل پر مشتمل ہیں جس سے استفادہ کرنا انتہائی مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر میں بہت کم بلکہ معدودے چند شخصیات ہیں۔ جو کہ حکمت وفلسفہ ولی اللہی کے راز دان اور امین ہیں۔...... زیر تبصرہ کتاب آپ کی شہرہ آفاق الہامی تصنیف حجۃ اللہ البالغہ کے ابواب منتخبہ کی تشریح ہے۔ جس میں باب توحید۔ باب حقیقۃ شرک باب اقسام شرک باب ماکان علیہ حال اھل الجاھلیہ باب سیاستہ المدن اور باب الخلافہ کی دلنشین انداز میں تشریح کی گئی ہے پیش لفظ میں مؤلف رقم طراز ہیں کہ ۱۴۱۹ء میں جب بندہ نے دورۂ تفسیر شروع کیا تو اہم مسائل تفسیر یہ جن مین مسئلہ توحید مسئلہ نبوت مسئلہ سیاست وخلافت اور جہاد تفصیل طلب مسائل تھے۔ دوران تفسیر مترجم کے لئے تفصیلی بحث قلت وقت کی وجہ سے مشکل تھی۔ لہٰذا بطور مقدمہ کے ان مسائل کو پڑھا کر تفسیر شروع کی جائے تو مسائل سمجھنے میں آسانی بھی تھی تفسیر اور ترجمہ میں وقت بھی بچ سکتا تھا تو میں نے اپنی طرف سے کتاب لکھنے کی حجۃ البالغہ کے چند ابواب کا انتخاب کیا۔

اعلیٰ کاغذ دیدہ زیب کمپیوٹر کتابت نے کتاب کی قدر وقیمت میں ''خوبصورت'' اضافہ کیا ہے فلسفہ ولی اللہی سے شغف رکھنے والوں کیلئے یہ کتاب ایک علمی سوغات ہے۔

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سعالین

مفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد خشک موسم یا گرد غبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سعالین لیجیے۔ سعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلو اور ان کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مضر اثرات بھی دور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلہ زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لئے

صدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچوں، بڑوں سب کے لئے یکساں مفید۔

شوگر فری صدوری بھی دستیاب ہے۔

سعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صدوری۔ ہر گھر کے لئے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعات ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہر علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لئے ویب سائٹ ملاحظہ کیجئے:
Www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2001

Regd No P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

مطبوعات مؤتمرالمصنفین جامعہ حقانیہ

نمبر شمار	نام کتاب	تصنیف	افادات	صفحات
۱	حقائق السنن شرح جامع السنن	حضرت مولانا سمیع الحق	شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ	۵۳۶
۲	دعواتِ حق (مکمل دو جلد)	" " "	" " " "	۱۱۹۲
۳	قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ	" " "	" " " "	۴۰۰
۴	عبادات وعبدیت	" " "	" " " "	۸۸
۵	مسئلہ خلافت وشہادت	" " "	" " " "	۱۰۴
۶	صحبتے با اہل حق (مجلد)	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " "	۴۰۸
۷	اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۶۰
۸	قرآن حکیم اور تعمیر اخلاق	" " "	" " " "	۹۶
۹	کاروان آخرت (مجلد)	" " "	" " " "	۴۴۶
۱۰	شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ خصوصی نمبر	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " "	۱۲۰۰
۱۱	قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	حضرت مولانا سمیع الحق	" " " "	۲۰۸
۱۲	قادیان سے اسرائیل تک	" " "	" " " "	۲۲۴
۱۳	قومی اور ملّی مسائل پر جمعیت کا مؤقف	" " "	" " " "	-
۱۴	میری علمی اور مطالعاتی زندگی (مجلد)	" " "	" " " "	۵۶۰
۱۵	روسی الحاد	" " "	" " " "	۲۲۰
۱۶	فتاوی حقانیہ (چھ جلد)	مولانا مفتی مختار اللہ	حضرت شیخ الحدیث ومفتیان حقانیہ	۳۶۰۰
۱۷	خطبات حق	" " "	حضرت مولانا سمیع الحق	۴۵۰
۱۸	اسلام کا نظام اکل وشرب وفلسفہ حلال وحرام	" " "	" " " "	۴۵۰
۱۹	صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام	مولانا عبدالقیوم حقانی	" " " "	۵۰۰
۲۰	زین المحافل (شرح شمائل ترمذی) (۲ جلد)	مولانا اصلاح الدین حقانی	" " " "	زیر طبع
۲۱	مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی	مولانا مفتی مختار اللہ	مولانا مفتی مختار اللہ	۱۰۰
۲۲	شریعت بل کا معرکہ	حضرت مولانا سمیع الحق	حضرت مولانا انوار الحق حقانی	۲۶۰

مئو تمر المصنفین "جامعہ دار العلوم حقانیہ" اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ